کیا آپ ملازمت کی تلاش میں ہیں

www.kitaboSunnat.com

دکتور محمد عبدالرحمن العریفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر واشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

عبرت انگیز واقعات پر مبنی دردمندانہ تحریر
ایک ہمدرد داعیِ اسلام کے قلم سے

دکتور محمد عبدالرحمن العریفی

ترجمہ: حافظ قمر حسن

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalamksa.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945
- الملز فون: 4735220 01
- سویلم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695
- قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948
- مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0504296740
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270
- الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04
- خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07

شارجہ فون: 5632623 6 00971
امریکہ ہوسٹن: 7220419 713 001 • نیویارک: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044
آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوروم

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092 فیکس: 37354072 موبائل: 0322-8484569
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 37120054 فیکس: 37320703 موبائل: 0321-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون: 35692610 موبائل: 0321-4212174

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد
فون/فیکس: 2281513 موبائل: 0321-5370378

کراچی مین طارق روڈ (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی
فون: 34393936 فیکس: 34393937 موبائل: 0321-2441843

© مكتبة دارالسلام، ١٤٣٣ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
العريفي، محمد عبدالرحمن
هل تبحث عن وظيفة / الاردية. / محمد عبدالرحمن العريفي - الرياض، ١٤٣٠ هـ
ص: ١٤٤ مقاس: ٢١×١٤ سم
ردمك: ١-١٠٢-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
١. الوعظ والارشاد . الوعظ والارشاد - قصص ٣. الحسنات و السيئات أ. العنوان
ديوي ٢١٣ ١٤٣٣/٣٥٤٢

رقم الإيداع: ١٤٣٣/٣٥٤٢
ردمك: ١-١٠٢-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مضامین

- عرض ناشر 6
- پیش لفظ 8
- پہلی وصیت 38
- دوسری وصیت 42
- تیسری وصیت 48
- چوتھی وصیت 62
- پانچویں وصیت 70
- چھٹی وصیت 89
- ساتویں وصیت 103
- آٹھویں وصیت 109
- نویں وصیت 114
- دسویں وصیت 116
- آخری وصیت 123
- آخری بات 128

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عرض ناشر

انسانی زندگی میں عمل صالح کی بڑی اہمیت ہے۔ معاشرے میں کسی فرد کا نیک کردار نہ صرف خود اسے فائدہ دیتا ہے بلکہ معاشرے کے دیگر افراد بھی اس کی خوش اطواری سے مستفید ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

عمل صالح کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ یوں عمل صالح گویا ربانی ملازمت ہے۔ جو آدمی اعمال صالحہ پر کاربند ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خادم کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ دین کی بھی خدمت کرتا ہے اور لوگوں کو بھی نفع پہنچاتا ہے۔ آدمی کو دنیا میں رہتے ہوئے عمل صالح کی توفیق مل جائے تو اس سے بڑی خوش نصیبی اور کوئی نہیں۔

زیر نظر کتاب کے فاضل مصنف ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی نے روز مرہ اور تاریخی واقعات کے پس منظر میں یہی باور کرایا ہے کہ عمل صالح ہی انسانی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی سعودی عرب کے دارالحکومت الریاض میں رہتے اور ایک مقامی یونیورسٹی کے شعبہ دعوت دین اور تقابل ادیان میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسلام کے سرگرم مبلغ ہیں۔ تبلیغ دین کے حلقوں میں ان کی مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

دارالسلام کی طرف سے اس دلچسپ اور سبق آموز کتاب کا ترجمہ حافظ قمر حسن نے کیا ہے۔ پروف خوانی حافظ محمد ندیم اور مولانا عبدالرحمٰن نے کی ہے۔ رمضان شاد، گل رحمٰن اور خرم شہزاد نے کمپوزنگ، آرٹ ڈائریکٹر زاہد سلیم چودھری اور سینئر ڈیزائنر محمد نعیم نے ڈیزائننگ کے فرائض انجام دیے ہیں۔ میں دارالسلام لاہور کے مدیر جناب حافظ عبدالعظیم اسد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے زیر نگرانی یہ دلآویز کتاب تکمیل کے مراحل سے گزری۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

لاہور، الریاض، سعودی عرب

دسمبر 2010ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پیش لفظ

کیا آپ ملازمت کی تلاش میں ہیں؟

جی ہاں! لوگوں کی اکثریت ملازمتوں کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے۔ جیسے ہی کسی ملازمت کے لیے جگہ نکلتی ہے، لوگ بھاگم بھاگ وہاں پہنچتے ہیں۔ امید واروں کی درخواستیں ہزاروں کی تعداد میں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ یہ ملازمت اسی کو مل جائے۔

ملازمت کے حصول کے لیے عجیب وغریب ہتھکنڈے آزمائے جاتے ہیں۔ کوئی رشوت دیتا ہے تو کوئی بھاری سفارشیں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔

یہ تو ہے دنیاوی ملازمتوں کا قصہ۔ ملازمتوں کی ایک قسم اور بھی ہے۔ یہ ہیں ربّانی ملازمتیں۔ یہ وہ قابلِ قدر ملازمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پیش کرتا ہے۔ یہاں بے شمار اسامیاں خالی ملتی ہیں۔ ملازمت کا حصول بہت آسان ہے۔ لیکن ملازمت اُسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنے کا

ارادہ کرتا ہے تو اسے مرنے سے پہلے اپنی ملازمت سے نوازتا ہے۔“

ایک صاحب نے پوچھا: ”اے اللہ کے رسول! اللہ بندے کو اپنی ملازمت سے کیسے نوازتا ہے؟“

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بندے کو مرنے سے پہلے عملِ صالح کی توفیق دیتا ہے، پھر اسی پر اُس کی روح قبض کرتا ہے۔“ [1]

یہی وجہ ہے کہ صالحین امت ملازمتِ الٰہی کا موقع ہاتھ سے نکل جانے پر حسرت کی آہیں بھرتے تھے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام سے قیامت کے متعلق بیان کر رہے تھے۔ آپ نے انھیں بتایا کہ میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ بات صحابۂ کرام کے لیے بڑی خوشی کا باعث تھی۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور اِس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ عرض گزار ہوئے: ”اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے اُن (خوش نصیب) افراد میں شامل کرے۔“

آپ نے فوراً دعا فرمائی: ”اے اللہ! اِسے اُن افراد میں شامل فرما۔“

عکاشہ کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی، پھر دروازہ بند کر دیا گیا اور عکاشہ کے بعد جس نے یہ درخواست کی، اُسے جواب دیا گیا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ [2]

جی ہاں! صحابۂ کرام نیکی کے کاموں میں ہمیشہ ایک دوسرے سے آگے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

آدمی کو جب یہ محسوس ہو کہ نیکی کی راہ پر اُس کے قدم آگے بڑھنے سے انکاری ہیں اور طبیعت میں نیکی سے رغبت نہیں رہی تو اُسے چاہیے کہ گریبان میں منہ ڈالے، دل کو ٹٹول کر دیکھے اور اپنا احتساب کرے۔ عین ممکن ہے کہ گناہوں نے اُس کے قدموں کو راہِ ہدایت پر چلنے سے روک رکھا ہو۔

آدمی کو چاہیے کہ اُن افراد کے انجامِ بد پر غور کرے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند تھے تو اُس نے اُنھیں اپنی ملازمت سے محروم رکھا اور زندگی بھر نیکی کرنے کی توفیق نہیں دی۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○﴾

''اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے کچھ سامان ضرور تیار کرتے ،لیکن اللہ نے اُن کا اٹھنا ناپسند کیا تو انھیں روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہو۔'' [3]

میں نے اِس کتاب میں چند ربانی ملازمتوں کا پتہ بتایا ہے جن کی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر ہیں۔ اِس میں جو باتیں درست ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیقِ خاص اور اُس کے بے پایاں فضل و کرم کا نتیجہ ہیں۔ اور جو غلطی در آئی ہے وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ سے معافی

چاہتا ہوں۔

جو صاحب خیر خواہی کے جذبے سے مجھے میری غلطی بتائیں گے، میں اُن کے مفید مشوروں کو بصد شکریہ قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِس کتاب کو مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے۔

محمد بن عبدالرحمٰن عریفی

الریاض، سعودی عرب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ سردیوں کی ایک یخ بستہ شام تھی۔ گھر کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے چونگا اٹھایا۔ دوسری طرف عبداللہ تھا۔ جی ہاں، عبداللہ جو ابھی پچھلے برس کالج کی تعلیم سے فارغ ہوا تھا۔ تب سے اب تک اُس نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔

آواز کا سننا تھا کہ عبداللہ کا تروتازہ چہرہ اور جوانی سے بھرپور گدرایا ہوا ڈیل ڈول آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

''اخاہ ! عبداللہ ! ارے بھئی! کہاں ہو تم ؟ کیسے مزاج ہیں؟ آج کدھر بھول پڑے؟''

''استادِ محترم! کیا آپ نے مجھے یاد رکھا ہے ؟'' عبداللہ نے کمزور آواز میں کہا۔

''ہاں ، ہاں ، بھئی میں تمھیں کیسے بھول سکتا ہوں !''

میرا لہجہ پر جوش تھا لیکن اُس کی آواز افسردہ تھی۔ وہ میرے الفاظ کا ساتھ نہیں دے پایا۔ اُس نے بدستور گھٹی ہوئی آواز میں کہا:

''استادِ محترم! آپ مجھ سے ملنے میرے گھر آیئے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ میں خود آتا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں رہی۔ یہ نہ پوچھیے گا کہ کیوں۔ آپ تشریف لائیں گے تو وجہ خود جان لیں گے۔''

عبداللہ نے نہایت افسردہ مگر سنجیدہ لہجے میں مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی جو میں نے بخوشی قبول کر لی۔ اُس کے بتائے ہوئے پتے پر میں اُس کے گھر پہنچا اور دروازے پر دستک دی۔ عبداللہ کے چھوٹے بھائی نے دروازہ کھولا۔

''عبداللہ کہاں ہے؟''

''عبداللہ اپنے کمرے میں ہے۔ آیئے۔''

عبداللہ کا چھوٹا بھائی مجھے عبداللہ کے کمرے میں لے گیا۔ جونھی میں کمرے میں داخل ہوا، میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

عبداللہ بستر پر دراز تھا۔ پلنگ کے ایک طرف بیساکھیاں کھڑی تھیں۔ میز پر دواؤں کی شیشیاں رکھی تھیں۔

عبداللہ نے مجھے خوش آمدید کہا اور بمشکل تمام قدموں پر کھڑے ہونے کی ناکام کوشش کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

”استادِ محترم! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ نے بڑی زحمت گوارا کی۔“

”نہیں۔ میں نے کوئی زحمت نہیں کی۔ معاف کرنا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم بیمار ہو۔ یہ سب کیسے ہوا؟“

”کیا بتاؤں استادِ محترم! میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ پچھلے برس کالج سے ڈگری حاصل کی تو کالج سے فراغت پانے والے دیگر نوجوانوں کی طرح مجھے بھی بہت خوشی ہوئی۔ ایک نوجوان کی زندگی میں یہ موڑ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ میں نے بھی نئی امنگ اور نئے جوش و جذبہ کے ساتھ زندگی کے نئے سفر کا آغاز کیا۔ زندگی کے سہانے دن تیزی سے گزرتے رہے۔ اِس دوران کبھی کبھار سر میں ہلکا درد محسوس ہوتا تھا۔ گزرتے دنوں کے ساتھ درد کی شدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ میں نے ابتدا میں اِس پر توجہ نہ دی اور مسکن ادویات استعمال کرتا رہا جو میرے خیال میں درد کو دور کرنے کے لیے کافی تھیں۔ آہستہ آہستہ مسکن ادویات کا عادی ہو گیا لیکن درد کو دبا دینا درد کا علاج نہیں ہوتا۔ درد کا سبب اپنی جگہ قائم تھا۔ یہ احساس میری تشویش میں اضافے کا باعث ہوا کہ میری نظر بھی کمزور پڑ رہی ہے۔

ایک رات جب درد نے غیر معمولی شدت اختیار کی تو میں ایک مقامی ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں گیا اور اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے رجوع کیا۔ ڈاکٹر نے ضروری ٹیسٹ اور ایکسرے کرنے کے بعد کہا: ”سر کا اسپیشل ایکسرے کرنے کی ضرورت ہے جو سر کے مختلف حصوں کو گہرائی سے فوکس کرے۔ یہ اسپیشل ایکسرے مشین ہمارے ہسپتال میں دستیاب نہیں۔ آپ کسی اچھی سی لیبارٹری میں جائیے جہاں

یہ مشین موجود ہو اور ایکسرے کرا لائیے۔ کوشش کیجیے کہ یہ کام جلدی ہو جائے۔“

میں اسپیشل ایکسرے کرانے کے لیے ہسپتال سے باہر آیا۔ حیران بھی تھا اور خوفزدہ بھی کہ ڈاکٹر مجھے اتنی زحمت میں کیوں ڈال رہا ہے۔ درد کے لیے کوئی اچھی سی مسکن دوا دے دیتا اور آنکھوں کے لیے قطرے۔ یوں مسئلہ ختم ہوتا۔ کیا مجھے ڈاکٹر کی بات مان کر اسپیشل ایکسرے کرانا چاہیے یا پانچ روپے کی درد کی گولی خرید کھاؤں اور گھر جا کر آرام سے سو رہوں؟

اسی شش و پنج میں لیبارٹری پہنچا اور ایکسرے کرا لیا۔ رپورٹ لیے واپس ہسپتال آیا اور رپورٹ ڈاکٹر کو پیش کی۔ ڈاکٹر نے رپورٹ کا بغور جائزہ لیا اور مجھ سے کہا: ”آپ اطمینان سے تشریف رکھیے۔ میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کو تمام صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔“

”ڈاکٹر! خیریت تو ہے؟“ میں نے فکرمندی سے سوال کیا۔

”جی، بالکل خیریت ہے۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔“

یہ کہہ کر ڈاکٹر نے ٹیلی فون کا چونگا اٹھایا اور ہسپتال کے چند بڑے ڈاکٹروں کو اپنے کمرے میں بلایا۔ تھوڑی دیر کے بعد چھ یا سات ڈاکٹر کمرے میں جمع ہو گئے۔ میرے ڈاکٹر نے میری طبی رپورٹیں اور ایکسرے اُن ڈاکٹروں کو دیکھائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تمام ڈاکٹروں نے طبی رپورٹیں دیکھیں اور اُن پر انگریزی میں تبادلۂ خیال کیا۔

ڈاکٹروں کی مشاورت تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس دوران میرے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ یہ لوگ کیا مشورے کر رہے ہیں۔ میرے ڈاکٹر کو کیا ضرورت پیش آئی دوسرے ڈاکٹروں کو بلا کر اُن سے مشورہ کرنے کی؟ میں یہ سوچ کر اپنے آپ کو اطمینان دلاتا رہا کہ ڈاکٹروں کی تو عادت ہے بات کا بتنگڑ بنانے کی۔ مسئلے کی نوعیت چاہے معمولی ہو، یہ لوگ مریض پر ہمیشہ رعب جمانے اور اُسے پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک معمولی گولی جس مسئلے کو حل کر سکتی ہے، ڈاکٹر اُس کے لیے ٹیسٹ، ایکسرے، طبی رپورٹیں اور جانے کیا کیا جتن کرتے ہیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کی بحث کے بعد ڈاکٹر یکے بعد دیگرے کمرے سے نکلتے گئے اور صرف دو ڈاکٹر کمرے میں رہ گئے۔ ایک ڈاکٹر نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

”عبداللہ! رپورٹیں بتا رہی ہیں کہ تمھارے دماغ میں رسولی ہے جس کا حجم تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس وقت یہ رسولی آنکھ کے پٹھوں پر دباؤ ڈال رہی ہے۔ خدشہ ہے کہ کسی بھی وقت آنکھ کی رگوں پر رسولی کا دباؤ بڑھا تو وہ پھٹ جائیں گی۔ اس کے بعد ممکن ہے کہ تمھاری نظر بند ہو جائے یا دماغ کی رگ پھٹنے سے تمھاری موت واقع ہو جائے۔“

یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے لیکن اُن کا آخری جملہ میرے دماغ پر ہتھوڑے برساتا رہا۔

ممکن ہے کہ تمھاری موت واقع ہو جائے۔

ہائے! کس قدر خوفناک جملہ تھا یہ۔ میں مر جاؤں گا؟ کیا واقعی میں مر جاؤں گا؟

کیا میری جوانی رائیگاں جائے گی؟ میری ملازمت؟ سہانے مستقبل کے خواب؟ میرے والدین کا کیا بنے گا؟

میں چلایا: ”ڈاکٹر صاحب! کیا؟ کیسے؟ کب؟ رسولی؟ کیسی رسولی؟ کیا بات کرتے ہیں؟ کہاں سے آئی یہ رسولی؟ کیوں پیدا ہوئی یہ رسولی؟ بھری جوانی میں یہ بیماری؟ رسولی؟ یعنی .... یعنی کہ کینسر۔“

”ہاں، تمھارے دماغ میں رسولی ہے۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے، اس کا علاج ہو جانا چاہیے۔ گزرتا ہوا ہر ہر منٹ بلکہ ہر ہر سیکنڈ تمھیں موت کے قریب کر رہا ہے۔ آج ہم تمھیں ہسپتال میں داخل کر کے چند ضروری ٹیسٹ کریں گے اور ان شاء اللہ صبح سویرے آپریشن کر کے رسولی نکال دیں گے۔“

ڈاکٹر صاحب نے اپنی عینک کے شیشے کو کپڑے سے رگڑتے اور سامنے پڑے کاغذات پر نظر ڈالتے ہوئے بڑی لاپروائی اور سردمہری سے یہ بات کہی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں ہمہ تن گوش ہو کر ڈاکٹر صاحب کی باتیں سن رہا تھا۔ اُنھوں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا: ”تمھیں صبر سے کام لینا چاہیے۔ تم پہلے مریض نہیں جس کا یہ آپریشن ہوگا۔ تم سے پہلے ہزاروں مریض ایسے آپریشن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفایاب ہو چکے ہیں۔ تم نوجوان ہو، مسلمان اور عقل مند ہو۔ تمھیں تسلیوں کی ضرورت نہیں۔“

ڈاکٹر صاحب میری طرف دیکھتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہتے جاتے تھے۔ میں اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا تھا۔ اُن کے کہے ہوئے الفاظ میرے ذہن میں گڈ مڈ ہو رہے تھے۔ چند ہی الفاظ نے میرے ذہن میں بار پایا۔ رسولی، کینسر، آپریشن۔

”خدانخواستہ آپریشن کے دوران میری موت واقع ہوگئی تو؟“

”میری والدہ کہاں جائے گی؟“

”والدہ جن کی عمر ستر سے تجاوز کر چکی ہے، اُن کا حال کیا ہوگا؟“

”میرے بھائی؟“

”میری چھوٹی بہنیں؟ کیا وہ بڑے بھائی کی جدائی برداشت کر پائیں گی؟“

”کیا میں تن تنہا قبر میں جا اُتروں گا؟“

”میں پل صراط کو کیسے پار کروں گا؟“ کیسے؟“ ہاں، کیسے؟“

”میرے منصوبے کہاں گئے؟“

”میری ڈگریاں؟“

”شادی کی تیاریاں؟“

”نئی ملازمت؟“

”یہ سب، یہ سب اتنا اچانک کیسے ہوگیا؟“

میرے اندر سوالوں کا طوفان برپا تھا۔ سوچوں کا بحرِ ناپیدا کنار موجزن تھا اور میں اُس میں غوطے کھا رہا تھا۔ میرا ضمیر واویلا کر رہا تھا:

”ہائے! میں نے اللہ کے حق میں بڑی ناانصافی سے کام لیا۔ اے کاش! میں نے آخرت کی زندگی کے لیے کچھ سرمایہ اکٹھا کر رکھا ہوتا۔“

”زندگی کی تمام آسائشیں جو میں نے مہیا کی ہیں، وہ تمام مقاصد جو میرا نصب العین ہیں، یوں اتنی آسانی سے فنا ہو جائیں گے؟“

”آہ! یہ زندگی کتنی مختصر ہے۔“

”اللہ کی قسم! میں تو ہمیشہ دھوکے میں مبتلا رہا۔“

”نفس کی خواہشوں کے پیچھے بھاگتا رہا، لذتوں سے شادکام ہوتا رہا اور بھول گیا کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے۔“

”بُرا ہو اِس دنیا کا۔ یہ بہت کم ہنسا کر بہت زیادہ رلاتی ہے۔ چند روز خوشیوں کے آنگن میں جھولا جھلاتی ہے، پھر عمر بھر غم کے تپتے صحرا میں جھلسنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔ خوش نصیبی کے دن یہاں تھوڑے ہیں، پھر بدبختی کی طویل اور سنسان راتیں آدمی کا مقدر بن جاتی ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یوں میں اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا رہا۔

ڈاکٹر صاحب نے چند کاغذات میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

''یہ آپریشن کے کاغذات ہیں۔ اِن پر دستخط کر دو۔ یوں ہسپتال میں داخلے کی کارروائی پوری ہو گی اور تمھارے لیے بیڈ کا انتظام بھی ہو جائے گا۔''

میں پھٹی پھٹی نظروں سے ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھنے لگا۔

''لو۔ دستخط کرو۔ دیکھ کیا رہے ہو؟''

''نہیں۔ میں کسی چیز پر دستخط نہیں کروں گا۔''

''کیوں؟ کیوں دستخط نہیں کرو گے؟ پاگل ہو گیا؟ اِس میں تمھارا ہی فائدہ ہے۔تم نے کیا سمجھا ہے، آپریشن کوئی کھیل ہے جس کے لیے ہم سر تلاش کرتے پھرتے ہیں؟ یہ معاملہ بڑا اہم ہے۔ تمھیں اِن کاغذات پر دستخط کرنے ہی پڑیں گے۔''

''نہیں۔ میں ہرگز دستخط نہیں کروں گا۔''

''دیکھو۔ ہم تم سے زبردستی نہیں کر سکتے۔ تمھیں اِن کاغذات پر دستخط کر دینے چاہئیں تا کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ہم تمھاری ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔''

میں نے کاغذ ہاتھ میں لیا۔ اس میں لکھا تھا:

''میں مسمّٰی فلاں ولد فلاں اقرار کرتا ہوں کہ کسی دباؤ کے بغیر محض اپنی خوشی سے فلاں ہسپتال سے نکل آیا ہوں۔''

میں نے خاموشی سے کاغذ پر دستخط کیے اور ہسپتال سے باہر آ گیا۔ حیران تھا کہ کہاں جاؤں۔ گھر جاؤں اور والدین کو بتاؤں۔ ہسپتال واپس چلا جاؤں یا کسی اور ہسپتال جا کر دکھاؤں۔ فوری طور پر یہی فیصلہ کیا کہ کسی اور ہسپتال جا کر چیک اپ کرانا چاہیے۔

ایک بڑے ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں پہنچا اور ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر سے کہا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے۔ نظر بھی کمزور پڑتی ہے۔

ضروری ٹیسٹ ہوئے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ سر کا اسپیشل ایکسرے کرنا پڑے گا جو سر کے تمام گوشوں کو گہرائی سے فوکس کرے۔ یہ سہولت فی الحال ہمارے ہاں میسر نہیں۔ آپ فلاں لیبارٹری جائیے اور یہ ٹیسٹ کرا لائیے۔ جتنی جلدی ممکن ہو یہ کام کیجیے۔

میں ہسپتال سے نکلا۔ اپنی گاڑی کی طرف آیا۔ گاڑی میں پڑی ایکسرے رپورٹ جو پہلے کرا چکا تھا، اٹھائی اور ڈاکٹر کو جا دکھائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا: ''ارے! آپ اتنی جلدی آ گئے۔ ٹیسٹ کیوں نہیں کرایا؟''

''یہ لیجیے۔ یہ ٹیسٹ میں پہلے کرا چکا ہوں۔''

ڈاکٹر نے ٹیسٹ رپورٹ لی اور اُس کو غور سے پڑھنا شروع کیا۔

مجھ میں کھڑے ہونے کی سکت نہیں تھی۔ پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب کے پہلے سے زیادہ ثابت قدم تھا۔ دل کو اتنی گھبراہٹ نہیں تھی۔

اللہ کا ذکر میری زبان پر جاری ہو گیا۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عم زاد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جو وصیت کی تھی وہ یاد آئی: ''اور جان لو کہ جو بات تمھیں پیش آنی ہے، وہ پیش آ کے رہنی ہے۔ اور جو بات تمھیں پیش نہیں آنی، وہ پیش نہیں آنی۔ اور جان لو کہ (اللہ کی) مدد صبر کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔''[4]

رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت مبارکہ مجھے یاد آئی تو دل کو جیسے قرار آ گیا۔ پریشانی پریشانی نہ رہی۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟ رسولی! تو کیا ہے؟ رسولی کا میں کوئی پہلا مریض تو نہیں اور نہ آخری ہوں۔ والدین، بھائی اور بہنیں ایک دو روز آنسو بہائیں گے، پھر بھول بھال کر اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر نے ٹیلی فون کا چونگا اٹھایا اور ہسپتال کے چند بڑے ڈاکٹروں کو کمرے میں بلایا۔ ڈاکٹر آئے۔ رپورٹیں دیکھیں۔ تادیر بحث کرتے رہے۔ میں کسی بُری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خبر کے انتظار میں تھا، تاہم زیادہ پریشانی نہیں تھی۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔

انتظار نے طوالت اختیار کی تو میں ڈاکٹر سے مخاطب ہوا:

''ڈاکٹر صاحب! کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟''

''آپ تھوڑا انتظار کیجیے۔'' ڈاکٹر نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔ کوئی گھنٹہ بھر ڈاکٹروں کی بحث جاری رہی۔ آخر یکے بعد دیگرے سب ڈاکٹر کمرے سے نکل گئے۔ میرا ڈاکٹر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

''دیکھیے! آپ مسلمان ہیں اور نوجوان ہیں۔ آپ کو حوصلے سے کام لینا ہوگا۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ نے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ رپورٹیں بتا رہی ہیں کہ آپ کے دماغ میں ایک رسولی ہے جو خوفناک تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس وقت یہ رسولی آنکھ کے پٹھوں پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ کسی بھی وقت یہ دباؤ بڑھا تو آپ کی نظر جا سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دماغ کی رگ پھوٹ بہے اور آپ کی موت واقع ہو جائے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ ہسپتال میں داخل ہو جائیں اور آج ہی رات آپریشن کر کے یہ خطرناک رسولی نکال دی جائے۔''

ڈاکٹر اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میرے لیے یہ خبر کسی صدمے سے کم نہیں تھی۔ لیکن چونکہ میں پہلے سے تیار تھا، اس لیے میں نے نہایت اطمینان سے یہ خبر سنی۔ خود ڈاکٹر کو بھی میرے اطمینان پر تعجب ہوا۔ میں نے ٹیلی فون لیا اور والد سے رابطہ کیا۔

والد تشریف لائے۔ بڑے بوڑھے۔ عمر ستر سے متجاوز۔

''ہائے! اس مہربان آدمی نے میری بہتر تعلیم و تربیت کے لیے کتنی جدوجہد کی۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔'' مجھے بوڑھے والد پر بے اختیار رحم آیا۔

والد میرا اترا ہوا چہرہ اور زرد آنکھیں دیکھ کر ٹھٹکے۔ کھڑے پاؤں پوچھا:

''تم یہاں کیوں آئے ہو؟ کیا بات ہے؟''

میں نے کہا: ''ابی جان! میرے سر میں درد رہتا تھا۔ ایک ہسپتال میں دکھایا۔ اُنھوں نے ضروری ٹیسٹ کیے۔ اِس ہسپتال میں چیک اپ کرایا۔ اِن لوگوں نے بھی چند ٹیسٹ کیے اور بتایا کہ میرے دماغ میں رسولی ہے اور مجھے جلد از جلد آپریشن کی ضرورت ہے۔''

میں نے کمال اطمینان سے تمام صورت حال والد کے گوش گزار کی۔

والد کے لیے یہ اندوہ ناک خبر ناقابلِ برداشت تھی۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ زاروقطار رونے لگے۔

''رسولی؟ رسولی؟ اللہ معاف کرنا۔ اللہ کرم کرنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

طبیعت ذرا سنبھلی تو کہنے لگے: ''تمھیں بھی عبدالرحمٰن کے پاس امریکہ چلے جانا چاہیے تاکہ وہاں تم دونوں کا بہتر علاج ہو سکے۔''

میرا بڑا بھائی عبدالرحمٰن کینسر کا مریض تھا اور تقریباً سال بھر سے امریکہ میں زیرِ علاج تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

والد نے اُس کی خاطر بڑے دکھ اٹھائے تھے۔ کتنی ہی مرتبہ میں نے دیکھا کہ ٹیلی فون پر عبدالرحمٰن سے بات ہوتی تو رو پڑتے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر عبدالرحمٰن کے لیے دعائیں کرتے۔ عبدالرحمٰن کے ننھے منے بچے آ کر پوچھتے:

''دادا جان! ابو کہاں ہیں؟ سب بچوں کے ابو ہیں۔ ہمارے ابو نہیں۔ کہاں ہیں ہمارے ابو؟''

والد کیا جواب دیتے۔ بس زہر کے گھونٹ پی کر رہ جاتے۔

والد کی حالت بڑی قابلِ رحم تھی۔ اُن پر رہ رہ کر ترس آتا تھا۔ اُن کے بیٹے یکے بعد دیگرے اُن کی آنکھوں کے سامنے مر رہے تھے۔ دو برس پہلے میرا بھائی خالد ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گیا۔ عبدالرحمٰن امریکہ میں موت سے برسرپیکار تھا اور میں، میں بھی موت کے راستے پر چل نکلا تھا۔

والد ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئے اور دل کڑا کر کے مرض کی کیفیت کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن رحمتِ پدری غالب آ گئی۔ زبان سے ایک لفظ نہ نکلا، البتہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ڈاکٹر نے تسلی دی: ''پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ اللہ نے چاہا تو معاملہ بہت آسان ہے۔ آپ اطمینان رکھیے۔''

والد کہنے لگے: ''ڈاکٹر صاحب! آپ ہمیں عبداللہ کی رپورٹیں دے دیجیے۔ ہم اسے علاج کے لیے امریکہ بھیجے دیتے ہیں۔''

ڈاکٹر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ والد نے رپورٹیں لیں۔ آناً فاناً جہاز کے ٹکٹ

منگائے گئے اور میں امریکہ روانہ ہو گیا۔

شام ہونے کو تھی جب میں امریکہ کے ایک بڑے ہسپتال میں داخل ہوا۔ ڈاکٹروں نے جلدی جلدی چند ضروری ٹیسٹ کیے اور اگلے روز صبح سویرے مجھے آپریشن تھیٹر میں بھیج دیا گیا۔ عجیب و غریب خوفناک کمرہ تھا۔ اِدھر اُدھر آپریشن کے آلات رکھے تھے۔ کٹر، چھوٹی بڑی قینچیاں۔

یوں لگا جیسے میں کسی پوسٹ مارٹم روم میں آ گیا ہوں۔

خاموش غمزدہ چہرے۔ جذبات سے عاری پتھرائی ہوئی آنکھیں۔ ڈاکٹروں کے بے رحم ہاتھ جو چیر پھاڑ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

یہاں مجھ پر میری نہیں، ڈاکٹروں کی مرضی چلنی تھی۔

مجھے اسٹریچر سے اُٹھا کر آپریشن کی میز پر لٹا دیا گیا۔

بسم اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ میں نے صمیمِ قلب سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا۔ ذکرِ الٰہی آپ ہی آپ میری زبان پر جاری ہو گیا۔ اب میں آپریشن شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ میری نظریں آس پاس کھڑے لوگوں کے چہروں کو ٹٹول رہی تھیں۔

ہاتھ بے اختیار سر کو جا لگا۔

''ہائے! بیچارے میرے سر! تھوڑی دیر کے بعد تیرا کیا حال کر دیا جائے گا، آہ!''

کمرے میں موجود چھوٹے ڈاکٹر اور نرسیں بڑے ڈاکٹر صاحب کے انتظار میں تھے۔ یکایک دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر آیا جس کے چہرے پر نقاب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تھا۔ صرف آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔ اُس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور چھوٹے ڈاکٹر کو اشارہ کیا۔ چھوٹا ڈاکٹر ایک بڑا سا (ہاں، اللہ کی قسم! بڑا سا) ٹیکا اٹھا لایا۔ ٹیکے کی سوئی میری ٹانگ میں چبھو دی گئی اور میں مکمل طور پر بے ہوش ہو گیا۔

بڑے ڈاکٹر نے میرے سر کے بال مونڈے اور سر کی جلد کو گولائی میں کاٹ ڈالا۔ کھوپڑی کی ہڈیوں کا ڈھانچا اتارا اور رسولی نکال دی جو حجم میں انڈے سے قدرے بڑی تھی۔

آپریشن کی کارروائی معمول کے مطابق جاری تھی کہ دماغ کی رگوں میں خون کا دباؤ اچانک بڑھا۔ اگلے ہی لمحے خون کی حرکت موقوف ہوئی اور دماغ کی شریانوں میں خون جم گیا۔ ڈاکٹر گھبراہٹ میں اُن پٹھوں کو حرکت دے بیٹھا جو دماغ کے پچھلے حصے سے متصل ہوتے ہیں۔ دماغ کا یہ حصہ جسمانی توازن کا مرکز ہوتا ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ فوری طور پر جسم کا بایاں حصہ مفلوج ہو گیا۔

ڈاکٹر کے تو ہاتھ پیر پھول گئے۔ آپریشن وہیں چھوڑا۔ کھوپڑی کی ہڈیاں واپس رکھیں اور جلد چڑھا کر ٹانکے لگا دیے۔

مجھے آناً فاناً اسٹریچر پر ڈال، انتہائی نگہداشت وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ انتہائی نگہداشت وارڈ میں عام طور پر وہی مریض لایا جاتا تھا جس کے بچنے کا امکان قریب قریب معدوم ہوتا ہے۔ آپریشن کے بعد میں پورے پانچ گھنٹے بے ہوش رہا۔

پھر میری بائیں ٹانگ میں دورانِ خون معطل ہو گیا۔ فوراً آپریشن تھیٹر لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے میرا سینہ کھولا اور دل کی ایک شریان پر چھوٹا فلٹر نصب

کر دیا۔ چار ہی گھنٹے گزرے تھے کہ پھیپھڑے کی رگ پھوٹ بہی اور اُس میں سیلانِ خون ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دوسری بار میرا سینہ کھولا، پھوٹ بہنے والی رگ کی مرمت کی اور پھیپھڑے سے خون صاف کیا۔ ڈاکٹر یکے بعد دیگرے سر اُٹھانے والی بیماریوں اور میری لحہ بہ لحہ بدلتی حالت سے تنگ آ گئے۔ عجیب وغریب مسائل کا سلسلہ تھا جو ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔

چوبیس گھنٹے اسی حالت میں گزرے تو ڈاکٹروں نے ذرا اطمینان کا سانس لیا۔ لیکن اطمینان کی یہ گھڑی بڑی مختصر ثابت ہوئی۔ آن کی آن میں میرے جسم کا درجۂ حرارت خطرناک حد تک بڑھ گیا۔

ڈاکٹر نے فوری طور پر نئی صورت حال کا جائزہ لیا اور اِس نتیجے پر پہنچا کہ جس ہڈی کے نیچے سے رسولی نکالی گئی تھی اُس میں شدید سوزش پیدا ہو گئی ہے۔ اب اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ہڈی کو نکال کر اُسے جراثیم سے پاک کر دیا جائے تا کہ سوزش کے زہریلے اثرات دماغ تک نہ پہنچنے پائیں۔

ڈاکٹر نے آپریشن ٹیم کو بلایا۔ میں اُن کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ بھی تو میرے بس میں نہیں رہا تھا۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ اور پھر مجھے رونا آ گیا۔ زار و قطار رویا اور شدت سے خواہش کی کہ مرنے سے پہلے اپنے والدین کو دیکھ لوں، اُن کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دے لوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے اللہ کو پکارا اور اُس سے مدد طلب کی:

''اے میرے رب! مجھے بیماری آ لگی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور پکارا:

''یا ارحم الراحمین (اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!) یہ بیماری میرے گناہوں کی سزا ہے تو تجھ سے بخشش کا اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے آزمائش پر صبر کرنے کی توفیق دے۔''

میں رونے لگا۔ اردگرد کھڑے ڈاکٹر اور نرسیں انگریزی زبان میں چلا چلا کر بولنے اور مجھ پر برسنے لگے۔

میں اُن کی زبان تو نہیں سمجھتا تھا، البتہ جانتا تھا کہ خاموش ہونے کو کہہ رہے ہیں۔ میں نے کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ پر قابو پایا اور خاموش ہو گیا۔

زندگی کی اُن بے حد نازک گھڑیوں میں مجھے موت یاد آئی جو دنیاوی لذتوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

میں نے سوچا کہ دنیا کی چکا چوند کتنی بے توقیر ہے۔ یہ چمک دمک کتنی عارضی ہے۔

آہ! دنیا مجھ سے مذاق کرتی رہی اور میں بڑی آسانی سے اُس کے مذاق کا نشانہ بنتا رہا۔

میں کتنا بے وقوف ہوں۔ کس قدر نادان ہوں۔ خیر خواہوں نے لاکھ سمجھایا مگر میں، میں ہمیشہ ٹال مٹول کرتا اور کہتا رہا کہ تم دیکھنا عنقریب توبہ کر کے نیکی کی راہ اختیار کر لوں گا۔

لیکن صد افسوس! میں نے توبہ نہیں کی اور جادۂ خیر کا راہی نہیں بنا۔

میری جوانی نے اور جوانی کی بے پناہ امنگوں نے اور دنیا کی آسائشوں نے مجھے دھوکے میں مبتلا کیے رکھا۔ میں بھول گیا تھا کہ اِس زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

آخرت کی زندگی کے لیے بھی تو آسائشوں کا سامان کر رکھنا ضروری تھا۔

لیکن آج جبکہ اذیت میں مبتلا ہوں اور قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں تو کیا ہو سکتا ہے۔

اور عجب نہیں کہ کل کلاں کو ننگی زمین میرا بچھونا بن جائے۔ تب کیا ہو گا؟

کاش! میں راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر قیام کیا کرتا۔ دن کو روزے رکھا کرتا۔ جسم کمزور ہو جاتا۔ رنگ روپ ماند پڑ جاتا۔

میں نے سوچا جب حشر بپا ہو گا اور گواہان حاضر کیے جائیں گے، نفسا نفسی کا عالم ہو گا، پل صراط پر پاؤں پھسل پھسل جائیں گے، جب اعمال کو ترازو میں رکھا جائے گا تو میرا کیا حال ہو گا۔ دنیا میں لوگوں پر ظلم کرنے والے اُس روز اندھیروں میں بھٹکتے پھریں گے۔ چارسو اندھیرا۔ اندھیرا۔ اندھیرا ہی اندھیرا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

معمولی سے معمولی بات بھی اعمال نامے میں لکھی ملے گی۔ گناہوں سے بھرا اعمال نامہ آدمی کے ہاتھ میں دیا جائے گا تو سوائے حسرت و ندامت کے کیا باقی رہ جائے گا۔ لوگوں کی ایک جماعت جنت میں درجاتِ عالیہ پر فائز ہو گی اور دوسری جماعت جہنم کی گہری کھائیوں میں جا پڑے گی۔

آدمی اور اُس کے اچھے یا بُرے انجام کے درمیان فاصلہ ہی کتنا ہے! صرف ایک لمحے کا! موت کا ایک لمحہ جو انسان کو اُس کے انجام سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ استغفر اللہ۔

مجھے خدشہ ہوا کہ روزِ قیامت چیخوں گا، چلاؤں گا اور فریاد کروں گا کہ اے میرے رب! مجھے دنیا میں لوٹا دے کہ اب نیک کام کروں گا۔ گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹکوں گا۔

لیکن جواب دیا جائے گا کہ تم نے عمر گنوا دی۔ اپنا وقت پورا کر چکے۔ وہ امتحان تھا جو ایک بار لیا جاتا ہے۔ آج نتیجے کا دن ہے۔ ایک ہی موقع تھا جو تم ضائع کر چکے۔ اب پشیمانی کے آنسو بہاؤ۔ حسرت کی سرد آہیں بھرو کہ کچھ بھی ہاتھ نہیں آنے والا۔

پھر میری سوچوں کا دھارا بدلا۔ مجھے مرنے والوں پر سخت تعجب ہوا کہ کیسے کیسے جتن کرتے ہیں مال جمع کرنے کو لیکن مال سے استفادہ نہیں کر پاتے۔ بڑے بڑے عالی شان گھر تعمیر کیے جاتے ہیں لیکن اُن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا۔

تف ہے اِس دنیا پر! اس کا آغاز مصیبت ہے اور انجام فنا۔ یہاں حلال کماؤ

کھاؤ تو حساب دینا پڑے اور حرام کا اکتساب کرو تو سزا بھگتنی پڑے۔

اپنی حالت پر غور کیا۔ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ زندگی محدود۔ دن گنے چنے۔ انجام موت اور قبر کی تاریکی۔

آہ! روزِ قیامت جب قدم ڈگمگائیں گے۔ چار سو ہاہا کار مچے گی۔ پچھتاوے کی گھڑیاں طویل سے طویل تر ہوتی جائیں گی۔ ہر چھوٹی بڑی بات کا حساب لیا جائے گا۔ دنیا کی زندگی تو خواب کی طرح معلوم ہو گی۔ اُس روز میرا کیا بنے گا؟!

میں رو دیا۔ بلک بلک کر رو دیا۔ میں نے ملتجیانہ دعا کی کہ اے اللہ! تھوڑی سی زندگی اور دے دے کہ تجھ سے اپنا تعلق استوار کرلوں۔ تو مجھ سے روٹھا ہے۔ ذرا سی مہلت اور دے دے کہ تجھے منا لوں۔

مجھے اور زندگی دے کہ ہے داستاں ادھوری
میری موت سے نہ ہو گی میرے غم کی ترجمانی

ڈاکٹر میرے قریب ہی تھا۔ میں نے بیماری کے متعلق پوچھنا چاہا اور دریافت کرنا چاہا کہ بیماری طول کیوں پکڑتی جاتی ہے۔ اس کے لیے اتنی فکر مندی کیوں؟ اتنا اہتمام کیسا؟

لیکن ڈاکٹر نے میرے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے بے ہوشی کا ٹیکا لگانے کا حکم دیا۔

میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوا تو اُس نے کیل کانٹے سنبھالے، سر کی جلد ایک مرتبہ پھر اتاری، ہڈیوں کو نکال کر ایک طرف رکھا اور جلد کو ہڈیوں سے محروم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سر پر واپس چپکا، ٹانکے لگا دیے۔

یہ خطرناک آپریشن کئی گھنٹے جاری رہا۔ آپریشن کے اختتام پر مجھے انتہائی نگہداشت وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ ہوش میں آیا تو دیکھا کہ بدن پر مختلف آلات نصب ہیں۔ ایک آلہ دھڑکن کو نوٹ کر رہا ہے تو دوسرا خون کے دباؤ کا اندازہ بتا رہا ہے۔ تیسرا سانس کی آمد و رفت کا پتہ دے رہا ہے۔ وہ ملازم جو بیماروں کی دیکھ بھال پر مامور ہوتے ہیں، اُنھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

پہلے تو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کہاں ہوں اور یہ لوگ کون ہیں، پھر یاد آیا کہ امریکہ میں ہوں اور ابھی ابھی آپریشن ہوا ہے۔

بے اختیار سر کو ہاتھ لگایا۔ وہ نرم تھا۔ ”ارے! سر کی ہڈیاں کدھر گئیں؟ ابھی کل ہی تو میرا سر صحیح سلامت تھا۔“

مارے افسوس کے رونے لگا کہ اِن لوگوں نے میرے سر کا حال کیا کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سے پوچھا: ”میرا باقی سر کہاں ہے؟“

اس نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا: ”تمھارے سر کی ہڈیوں میں سوزش تھی۔ ہم نے اُنھیں جراثیم سے پاک کرنے کے لیے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تمھیں چھ ماہ تک انتظار کرنا پڑے گا، پھر ہڈیاں تمھارے سر میں لگا دی جائیں گی۔“

چند روز انتہائی نگہداشت وارڈ میں رہا، پھر ہسپتال سے چھٹی دے دی گئی اور امریکہ میں مہینہ بھر قیام کے بعد الریاض لوٹ آیا۔ اب اِس انتظار میں ہوں کہ کب چھ ماہ کا عرصہ گزرے گا اور کب بقیہ سر لینے امریکہ جاؤں گا۔“

عبداللہ کی کہانی ختم ہوئی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے پوری توجہ سے عبداللہ کی کہانی سنی تھی اور سخت حیران تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے آدمی کی حالت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ کھاتے پیتے گھرانے کا تنومند جوان پل کی پل میں صاحب فراش ہوگیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ کل کائنات کی باگ ڈور ہے۔ جو حکم چلاتا ہے اور جس پر کسی کا بس نہیں چلتا۔

واقعی! یہ دنیا کتنی عارضی ہے۔ آخرت ہی انسان کا اصلی مستقر ہے۔

اس کے بعد میں گاہے گاہے عبداللہ کو دیکھنے جایا کرتا۔ علاج برابر جاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس پر رحمت کی۔ فالج کا اثر جاتا رہا اور وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کئی دن گزر گئے۔ میں عبداللہ کی تیمارداری کے لیے وقت نہ نکال سکا۔

ایک روز عبداللہ ہی نے مجھے فون کیا اور بتایا کہ وہ سر کی ہڈیاں لگوانے امریکہ جا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ امریکہ سے لوٹا تو میں اُسے ملنے گیا۔ اُس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا تھا۔ سر کی ہڈیاں ٹھیک ٹھاک اپنی جگہ نصب تھیں۔ عبداللہ شفایاب ہو چکا تھا اور اُس کی حالت پہلے سے بہت بہتر تھی۔ اُس نے مسکراتے ہوئے شادی کا دعوت نامہ میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ آپ میری شادی میں شریک نہ ہوئے تو میں روٹھ جاؤں گا، اس لیے آپ کو لازماً زحمت کرنی پڑے گی۔

میں نے اسے شادی میں شرکت کا یقین دلایا اور اجازت لے کر لوٹ آیا۔

شفایابی کے بعد عبداللہ کی کایا پلٹ گئی۔ اب محلے کے خوش خصال اور نیک نوجوانوں میں عبداللہ کا شمار ہوتا ہے۔ وہ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اور تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

رب تعالیٰ نے سچ ہی تو فرمایا ہے:

﴿فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ۝﴾

”تو بہت ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بڑی خیر کر دے۔“ [5]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دینِ اسلام پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پہلی وصیت

محترم قاری! نہیں جانتا کہ بات کہاں سے شروع کروں اور کیسے شروع کروں۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ تم میری بات سننا پسند بھی کرو گے یا نہیں۔ میری بات تمھیں گوارا بھی ہوتی ہے یا نہیں۔

اِس کے باوجود میں تم سے سیدھی اور صاف بات کہہ دینا چاہتا ہوں، اس لیے کہ تم میرے مسلمان بھائی ہو۔

تمھاری خیر خواہی کرنا مجھ پر فرض ہے۔ اِسی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ تمھیں سیدھا راستہ دکھاؤں اور بھٹکنے سے بچاؤں۔

یہ چند سطریں تمھاری خاطر لکھ دی ہیں۔ جس طرح اپنے لیے بھلائی پسند کرتا ہوں اُسی طرح تمھارے لیے بھی بھلائی کو پسند کرتا ہوں۔ اس لیے تمھیں مجھ سے حسنِ ظن رکھنا اور میرے متعلق اچھا گمان کرنا چاہیے۔

دیکھو! تم اللہ تعالیٰ کے غلام ہو اور ہر روز پانچ مرتبہ اُس کے رو برو حاضر ہوتے ہو۔ تمھاری سانسیں اُسی کے حکم سے چل رہی ہیں۔ تمھارے جسم کا ذرہ ذرہ اُس کا تابع فرمان ہے۔ تم نے کبھی سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمھارا تعلق کیسا ہے؟ وہ تم سے راضی بھی ہے کہ نہیں؟ روزِ قیامت اُس سے تمھاری ملاقات کس طرح سے ہوگی؟ یہ سوال تمھاری ذات سے متعلق ہیں اور اِن کا جواب بھی تمھی کو دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے نیکی کے کام کرنا اور برائیوں سے بچنا۔ جنت کی منزل پر پہنچنے کا راستہ بھی یہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

’’میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اُس کے جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔‘‘

پوچھا گیا: ’’اے اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟‘‘

فرمایا:

’’جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں گیا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔‘‘ [6]

جو آدمی اہلِ جنت میں شامل ہونا چاہتا ہے، یہ اُس کے لیے پہلی وصیت ہے۔ اُسے یقین ہونا چاہیے کہ یہ دنیا مسافر خانہ ہے اور وہ مسافر۔ چند گھڑیاں یہاں ٹھہر کر ستانا ہے اور گزر جانا ہے۔ آخرت کا گھر منزل ہے۔ اور آزمائش کا کیا ہے۔ جانے کب آ جائے۔ کوئی پتہ ہے کہ جو سانس باہر جا رہی ہے، لوٹے گی بھی کہ نہیں۔

انسان کو مال و دولت، صحت اور تندرستی کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے نہ دنیا کے مقام و مرتبہ اور بلند منصب کا غرور کرنا چاہیے۔ دنیا کا مال و متاع اور اس کی آسائشیں خواب کی طرح ہیں جو پلک جھپکنے میں اڑن چھو ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

؎ تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا

ایک صاحب نے جو دعوتِ دین کے میدان میں سرگرمِ عمل رہتے ہیں، مجھے بتایا کہ شہر کے ایک بڑے تاجر کے بیٹے نے ایک مرتبہ انھیں دعوت دی کہ اُس کے بیمار والد کی عیادت کے لیے تشریف لائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے والد کی بیماری کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ والد کو تلیفِ جگر کی شکایت ہے اور جسم کے بعض حصوں میں سرطان نے بھی جڑیں پھیلا رکھی ہیں۔ ڈاکٹر نے انھیں کچھ نہیں بتایا۔ خود ہم نے بھی انھیں بیماری کی خبر نہیں دی۔ یوں وہ اپنی بیماری کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ وہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تاجر کو دیکھنے گیا۔ میری ملاقات ایک تنومند آدمی سے ہوئی جو ساٹھ کے پیٹے میں تھا۔ بیماری نے ابھی جڑ نہیں پکڑی تھی۔ وہ آدمی پورے ہوش و حواس میں بستر پر دراز تھا۔ اُس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے اور مولانا کو تنہا چھوڑ دیں۔

بیٹے کمرے سے نکل گئے۔ شہر کا مشہور و معروف تاجر تھوڑی دیر تو خاموش رہا، پھر باقاعدہ رو کر کہنے لگا:

”مولانا! تف ہے، تف ہے اس دنیا پر! جب سے ہوش سنبھالا ہے، مال اکٹھا کرنے میں مصروف ہوں۔ بڑی تجارتیں کیں اور اندھا دھند کیں۔ انتھک محنت کی۔ مال کمانے میں دن رات ایک کیا۔ کمپنی کی دیکھ بھال کے لیے رات گئے تک جاگا کرتا اور صبح سویرے نماز چھوڑ کر

سو رہتا۔ یہ تو یاد ہی نہیں تھا کہ قرآن بھی کوئی کتاب ہے۔ غرباء و مساکین اور یتیموں پر خرچ کرنے میں ہمیشہ کنجوسی دکھائی۔ ضمیر نے جب کبھی دین کی توجہ اور آخرت کی فکر دلائی، میں نے اُسے یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ ابھی نہیں، ساٹھ سال کا ہو جاؤں گا تو ایک فارم ہاؤس خریدوں گا اور کاروبار کی ذمہ داریاں کندھوں سے اتار، بقیہ زندگی عبادت میں گزار دوں گا۔

لیکن کیا معلوم تھا کہ یہ بیماری آن چمٹے گی۔ بچوں سے پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ معمولی سوزش اور نظامِ ہضم کی خرابی ہے۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے۔“

وہ رو پڑا اور بولا: ”آپ نے میرے بیٹوں کو دیکھا ہے؟ یہی جنھوں نے آپ کو میری عیادت کے لیے بلایا ہے۔ جھوٹی محبت جتاتے ہیں یہ لوگ۔ ابھی کل ہی کی بات ہے۔ یہ لوگ میرے پاس بیٹھے تھے۔ میں جھوٹ موٹ سو گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ میں سو گیا ہوں تو میری جائیداد کے متعلق بحث کرنے اور حساب لگانے لگے کہ میرے ترکے سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا۔ آہستہ آہستہ اُن کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وہ ایک بڑی بلڈنگ کے متعلق جھگڑنے لگے جو میری ملکیت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک نے کہا اُسے بیچ کر قیمت ترکے میں شامل کریں گے۔ دوسرا بولا نہیں، اُسے کرائے پر دیا جائے گا۔ تیسرا چلایا ہرگز نہیں، وہ میرا حصہ ہے۔ غرضکہ سب نے خوب غل مچایا۔ لعنت ہے اِن سب پر۔ ابھی تو میں زندہ ہوں اور یہ میری جائیداد پر مرنے مارنے کو تیار بیٹھے ہیں۔"

تاجر بیچارہ سر پیٹنے لگا۔ مجھے اُس کی حالت پر بے اختیار رحم آیا اور غصہ بھی۔ میں نے سوچا یہ فصل تم نے اپنے ہاتھوں بوئی تھی۔ اب اسے کاٹو بھی۔ روتے کیوں ہو؟

ابتدائے عشق ہے ، روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے، ہوتا ہے کیا

دوسری وصیت

کوئی مصیبت در آئے یا کوئی ضرورت آ پڑے تو اہلِ جنت کی روش یہ ہوتی ہے کہ رات کے اندھیروں میں دستِ دعا دراز کرتے ہیں۔ سجدے میں پڑ کے گریہ وزاری کرتے اور رب تعالیٰ سے بھلائی مانگتے ہیں۔ وہ رب تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ دل میں یہ خیال جاگزیں ہوتا ہے کہ سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں کھڑے ہیں جو کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ جتنا بھی مانگو، تنگ نہیں پڑتا۔ الٹا اور زیادہ خوش ہوتا ہے۔ ہر ایک کی سنتا ہے۔ ہر ایک کو عطا کرتا ہے۔

رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کے اور رحمت کے دروازے کھولتا

ہے تو اہلِ جنت ہی اُن دروازوں میں سب سے پہلے داخل ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات پر واقعی ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھی کے متعلق فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾

"ہماری آیات پر بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُنھیں اُن (آیات) کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے، وہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اُن کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف سے اور طمع سے پکارتے ہیں اور اُس میں سے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم نے انھیں رزق دیا، خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی نفس اُس کو جو اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے، نہیں جانتا، اُن اعمال کے بدلے کے طور پر جو وہ کرتے تھے۔'' [7]

رسول اللہ ﷺ نے رات کا قیام کرنے اور نمازِ وتر کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

''بلاشبہ اللہ وتر (ایک) ہے۔ وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے اے اہلِ قرآن! وتر پڑھا کرو۔'' [8]

جو آدمی وتر کی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دنیا و آخرت کی نعمتیں اکٹھی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رات کے قیام کو لازماً اختیار کرو، اس لیے کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا معمول رہا ہے۔ رات کا قیام اللہ کے قرب کا باعث ہے۔ یہ گناہ سے روکتا ہے، برائیوں کا کفارہ بنتا اور بدن سے بیماری کو دور کرتا ہے۔'' [9]

نمازِ وتر ہلکی ترین عبادت ہے۔ نفلی نمازوں میں سب سے افضل نماز بھی یہی ہے۔ ایک رکعت وتر بھی ادا کیا جا سکتا ہے، جس میں زیادہ سے زیادہ دو یا تین منٹ صرف ہوتے ہیں۔

اس کے باوجود حیرت ہے کہ اکثر لوگ نمازِ وتر چھوڑ دیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے۔ وتر کی اِس ایک رکعت کا ثواب ملاحظہ کیجیے کہ یہ ایک رکعت پڑھی یا

رات کا قیام کیا، ایک برابر۔ یہ ایک رکعت پڑھنے والا روزِ قیامت اپنا نام اُن سعادت مند افراد کی فہرست میں شامل پائے گا جو رات کا قیام کرتے ہیں۔ ایک رکعت کا یہ ثواب ہے تو وتر کی تین، پانچ یا سات رکعتوں کا ثواب کتنا ہوگا!

اُن کا ثواب یقیناً زیادہ ہوگا، اس لیے کہ زائد عمل کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں زائد ہے۔

پھر یہ بھی شرط نہیں کہ نمازِ وتر فجر سے پہلے ہی ادا کی جائے بلکہ آپ اسے نمازِ عشاء کے فوراً بعد یا سونے سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ کو سنگین معاملہ پیش آتا یا آپ ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے تو نماز میں پناہ ڈھونڈتے [10] اور بلال رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے: ''بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔'' [11]

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا:

«جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ»

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔'' [12]

نماز کے ساتھ صالحین امت کا جو گہرا تعلق تھا، اُس کی نوعیت بڑی عجیب و غریب تھی۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ کے بھانجے ابو صالح بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''آدھی رات ہو جاتی تو میرے ماموں مالک بن دینار بالا خانے میں چلے جاتے، اندر سے چٹخنی چڑھا لیتے اور فجر کی اذان سے پہلے باہر نہ آتے۔

ایک روز میں آنکھ بچا کر اُن سے پہلے بالا خانے میں پہنچا۔ اندھیرا تو تھا ہی۔ ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ ماموں کمرے میں آئے، مصلّٰی بچھایا، قدم سیدھے کیے اور تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ رونا آ گیا۔ دیر تک روتے، استغفار کرتے اور گڑ گڑاتے رہے۔ یکا یک ڈاڑھی ہاتھ میں لی اور کہنے لگے: ''اے اللہ! قیامت کے روز جب تو اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا تو بوڑھے مالک کے سفید بالوں کو آگ پر حرام کر دینا۔'' بار بار یہی کہتے اور روتے۔''[13]

یہ بات جان لیجیے، جنت میں داخل ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آدمی کثرت سے نوافل پڑھے۔

ربیعہ بن کعب کہتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ وضو کا پانی لا کر دیتا اور آپ کی دیگر ضروریات کا خیال رکھتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''مانگو۔''

عرض کی: ''جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔''

دریافت کیا: ''کچھ اور؟''

کہا: ''بس یہی۔''

ارشاد ہوا: ''تو پھر اپنے سلسلے میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔''[14]

فرض نمازوں کے بعد سننِ مؤکدہ ہی کی پابندی کی جائے تو بھی یہ مقصد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بخوبی حاصل ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی ایک دن اور رات میں (فرائض کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے، اُس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔ چار نمازِ ظہر سے پہلے اور دو بعد میں۔ دو نمازِ مغرب کے بعد۔ دو نمازِ عشاء کے بعد۔ اور دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے۔'' [15]

تیسری وصیت

اہلِ جنت اور اہلِ ایمان کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ تبلیغِ دین کو اپنا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کی خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے) کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

یہاں میں ایک بات بڑی صراحت اور صاف گوئی سے کہہ دینا چاہتا ہوں۔

بعض لوگ دعوتِ دین کی بات سنتے ہیں تو یہی سمجھتے ہیں کہ تبلیغِ دین کی ذمہ داری اسی آدمی پر عائد ہوتی ہے جس نے ناف تک ڈاڑھی بڑھا رکھی ہو اور تہمد نصف پنڈلی تک اٹھا رکھا ہو۔

ایسے افراد کو دعوتِ دین کے فریضے کے متعلق بتایا جاتا ہے تو عام طور پر یہ جواب ملتا ہے:

''ارے صاحب! میں تو ڈاڑھی مونڈتا ہوں۔ سگریٹ پیتا ہوں۔ بھلا میں کسی کو کیا سمجھاؤں گا اور کوئی میری بات کیونکر مانے گا!''

یہ سراسر شیطانی وسوسے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ مبلغ اور داعی کو متدین و متشرع ہی ہونا چاہیے کہ وہ جس شے کی دعوت دے، اُس پر بذاتِ خود بھی عمل پیرا ہو۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ گناہ نیکی کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں اور گنہگار یہ سمجھنے لگے کہ وہ نیکی کا کوئی کام کر ہی نہیں سکتا۔

آدمی گنہگار ہونے کے باوجود نیکی کی راہ پر قدم رکھ دے اور آگے بڑھنے لگے تو عین ممکن ہے کہ معاصی بحرِ حسنات میں غرق ہو کر نیست و نابود ہو جائیں۔

خود قرآنِ مجید میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا ڈالتی ہیں۔

گنہگار آدمی کی رسائی جن افراد تک ہوتی ہے اُن تک ایک متشرع و متدین داعی یا مبلغ عام طور پر نہیں پہنچ پاتا۔

آپ بڑے عابد و زاہد اور بہت متقی نہیں، صاحب جبہ و دستار نہیں، لمبی اور گھنی ڈاڑھی کے مالک نہیں تو بھی کوئی بات نہیں۔ آپ اسی حالت میں، اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مُنڈے ہوئے منہ کے ساتھ، اسی سگریٹ اور پان کے ہمراہ، اسی تمباکو اور نسوار کی معیت میں تارکِ نماز کو نماز پڑھنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔ فحاشی وعریانی کی روک تھام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بازاروں میں مارے مارے پھرتے آوارہ لونڈوں کو گدی سے پکڑ کر مسجد کی راہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کوئی مانع نہیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔

پھر مبلغ یا داعی کی مجلس میں تو ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ اسے کیا پتہ کہ کون سود کھاتا ہے، کون زکاۃ ادا نہیں کرتا اور کون نماز نہیں پڑھتا یا کون کیسا ہے اور کون کیسا۔ وجہ یہ ہے کہ لوگ متقی افراد کی موجودگی میں تقویٰ کا، للّٰہیت کا اور نیکی کا اظہار کرتے ہیں، البتہ جسے اپنے جیسا سمجھتے ہیں، اُسے اپنا کچا چٹھا کہہ سناتے ہیں۔

رہ گئی یہ بات کہ لوگوں کو دین کی دعوت کیسے دی جائے۔ بیشتر طریقے ہیں۔ کوئی ایک طریقہ اس سلسلے میں اختیار کیا جا سکتا ہے۔

علمائے کرام کی تقاریر پر مشتمل مفید کیسٹ لوگوں کو تحفے میں دیجیے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت پر مشتمل کیسٹ جس میں آیات کا ترجمہ بھی دیا گیا ہو، بہترین اور بڑا مؤثر تحفہ ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ میں جہاں کوئی نہ کوئی کیسٹ ضرور چلتا ہے، ڈرائیور کو تلاوتِ قرآن مجید کا کیسٹ ہدیے کے طور پر دینا چاہیے۔

محلے کی مسجد میں کسی جید عالم کی تقریر کرائیے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں معاشرتی مسائل پر لکھی گئی اچھی کتابیں تحفے میں دیجیے۔

یہ مت کہیے کہ میں تو گنہگار ہوں۔ میں تو بذاتِ خود دین کے احکام پر عمل

نہیں کرتا، کسی کو کیا بتاؤں گا۔ کیا نصیحت کروں گا۔ نہیں، ایسا مت سوچیے۔ بس دعوتِ دین پر کمر بستہ ہو جائیے۔ دعوت الی اللہ کا کام بڑی وسعت کا حامل ہے۔ یہ کام کئی طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ ضرورت صرف کام کرنے والوں کی ہے۔ اِس میدان میں کام کرنے والے افراد بہت کم ہیں۔

دعوت کا کام کرنے والے یہ سوچ کر بیٹھ رہیں کہ ہم تو خود خطار کار ہیں، دوسروں کو کیا سبق دیں گے تو یہ کام نہیں ہونے کا۔ ہم میں سے کون ہے جو خطا کار نہیں؟! کون ہے جس نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی؟! کبھی کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا؟! آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے۔

ایک صاحب نے جو دعوتِ دین کے شعبے سے وابستہ ہیں، مجھے بتایا کہ میں ایک روز مسجد سے نکل رہا تھا کہ ایک نوجوان میری طرف آیا۔ وضع قطع سے کھلنڈرا سا معلوم ہوتا تھا۔ سگریٹ نوشی کی کثرت سے ہونٹ سیاہ تھے۔ میں نے تعجب کیا کہ اس کو مجھ سے کیا کام ہوسکتا ہے۔ نوجوان نے مجھے سلام کیا اور کہا:

''مولانا! آپ مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ کر رہے ہیں؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"جی ہاں۔" میں نے کہا۔

اُس نے ایک بند لفافہ میری طرف بڑھایا اور کہا:

"یہ میری والدہ، بہنوں اور چند رشتے داروں کی طرف سے کچھ روپے ہیں۔"

میں نے لفافہ کھولا تو اس میں پانچ ہزار ریال کی خطیر رقم تھی۔ وہ رقم میں نے مسجد کی تعمیر میں صرف کر دی۔"

مسجد میں اللہ تعالیٰ کا جتنا ذکر کیا جائے گا، اُس کا ثواب اُس نوجوان کو بھی ملتا رہے گا۔ سبحان اللہ۔

دیکھیے یہ نوجوان سوچ لیتا کہ میں تو گنہگار و خطار کار ہوں۔ توبہ کروں گا اور دین کے احکام پر عمل پیرا ہوں گا تو دین کی خدمت انجام دوں گا اور مساجد کی تعمیر میں حصہ لوں گا۔ اگر وہ ایسا سوچ لیتا تو اتنے بڑے اجر سے یقیناً محروم رہ جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کسی کو ہدایت کی راہ دکھائی اُسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اُن لوگوں کو جو اُس کا کہا مان کر راہِ ہدایت پر گامزن ہوں گے۔ اِس سے اُن لوگوں کے اجر میں کمی نہیں آئے گی۔"[16]

دو عام سے نوجوانوں کو میں جانتا ہوں۔ کئی برس سے اُن دونوں کا معمول ہے کہ حج کے موسم میں ایک گاڑی پر کچھ اوزار لیتے ہیں اور مکہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ راستے میں حاجیوں کے ستانے کو جو سرائے بنی ہوتی ہیں، وہاں ٹھہرتے ہیں۔ پانی کے خراب نل مرمت کر دیتے ہیں اور بجلی کے خراب تاروں کو بدل کر

درست کر دیتے ہیں۔ یوں اُن دونوں نوجوانوں نے مسلمانوں کی خدمت کو اپنا مقصد قرار دے رکھا ہے۔ یہ کام وہ چپکے سے کر جاتے ہیں۔ اکثر لوگ نہیں جانتے کہ وہ دونوں یہ معمولی مگر گراں قدر خدمت انجام دیتے ہیں۔

تبلیغ دین کا کام کرنے والے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ ایک عام سا نوجوان جو زیادہ متشرع و متدین نظر نہیں آتا تھا، سامنے کھڑا تھا۔

"جی فرمائیے۔"

"مولانا! دراصل بات یہ ہے کہ دو ہندو مزدور جو میرے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں، میری گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ انھیں آپ کے پاس لایا ہوں کہ کلمۂ شہادت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پڑھا دیں اور اُن کے سوالوں کے جواب دیں۔"

میں نے حیران ہو کر پوچھا: "آپ نے اِن دونوں کو اسلام کی طرف کیسے راغب کر لیا؟"

کہنے لگا: "میں انھیں اسلام کے متعلق کتابیں اور کیسٹ دیتا رہا حتیٰ کہ یہ ایمان لے آئے۔"

مکتب الدعوۃ والارشاد سے منسلک ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سگریٹ نوش نوجوان جس میں دیگر شرعی عیب بھی پائے جاتے ہیں، رمضان المبارک کی آمد پر بڑے بڑے تاجروں سے زکاۃ اور صدقہ وخیرات کی رقوم جمع کرتا ہے، پھر ہزاروں اصلاحی کیسٹ خرید کر مکتب الدعوۃ والارشاد اور تبلیغ دین کا کام کرنے والے دیگر اداروں کے سپرد کر دیتا ہے تاکہ وہ رمضان المبارک کے دوران دعوتی وتبلیغی پروگراموں میں وہ کیسٹ تقسیم کر دیں۔

دعوت وتبلیغ سے وابستہ افراد کو ہمیشہ یہ شکایت رہتی ہے کہ اُن سے مالی تعاون کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

ایک صاحب نے بتایا کہ یہاں کام کرنے والے غیر مسلم افراد بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے کے لیے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی صاحب ہفتہ دو ہفتہ کا وقت نکال کر انھیں تبلیغی لیکچر سننے کے لیے مکتب الدعوۃ میں لے آئیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مکتب الدعوۃ کو کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جو اِس نوع کا تعاون کرنے پر آمادہ ہو۔

گھروں میں کام کرنے والی غیر مسلم خادمائیں جو برسوں سے یہاں

(سعودی عرب میں) مقیم ہیں، ہماری بے حسی اور عدم توجہی کے باعث اسلام سے بیگانہ ہیں۔

افریقہ، ہندوستان اور چین میں اسلام کی روشنی کیسے پھیلی کہ آج ہندوستان اور چین میں پچاس کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں۔

وہ لوگ جو ان علاقوں میں اسلام کا پیغام لے کر پہنچے، علماء اور ائمہ مساجد نہیں تھے، نہ کسی معروف اسلامی یونیورسٹی کے فضلاء تھے۔ وہ عام مسلمان تھے جو تجارت کی غرض سے یہاں آئے تھے۔ اُنھوں نے یہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی تو یہاں کے لوگ بڑی تعداد میں مسلمان ہو گئے اور علم وفکر کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ مسلمان قومیں جو آج اِن علاقوں میں بستی ہیں، اِن کے آباء واجداد کو راہِ راست پر لانے کا ثواب بلاشبہ اُن مسلمان تاجروں کو بھی پہنچتا ہو گا جو پہلے پہل اسلام کی مشعلیں تھامے جہالت کی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اندھیر نگری میں آئے تھے۔

خود میں نے یہاں سعودی عرب میں پٹرول پمپوں پر کام کرنے والے کئی غیر مسلم افراد سے دریافت کیا کہ وہ کتنے عرصے سے اس ملک میں مقیم ہیں۔ کسی نے بتایا کہ پانچ سال سے اور کسی نے کہا کہ دس سال سے۔

میں نے پوچھا کہ آپ کو آج تک کسی نے اسلام کے متعلق کوئی کتاب یا کیسٹ بھی دی۔

سب کا جواب نفی میں تھا کہ نہیں صاحب، یہاں تو لوگ آتے ہیں، گاڑیوں میں پٹرول بھرواتے ہیں اور اپنی راہ لیتے ہیں۔ ہمیں تو آج تک کسی نے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ مجھے یہ سن کر بہت رنج ہوا۔

میرے بھائی! اسلام کا پیغام سنانے کے لیے کسی دینی مدرسے کا فاضل ہونے یا کسی مسجد کا خطیب ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک عام مسلمان بھی جو معمولی پڑھا لکھا ہو، اسلام کا پیغام دوسروں کو سنا سکتا ہے۔ اس کے لیے فاضلِ اجل ہونا شرط نہیں۔

خود رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی ہدایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

«بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً»

''میری طرف سے (اسلام کا پیغام) پہنچا دو، خواہ وہ ایک آیت ہی (کی صورت میں) ہو۔''[17]

شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے ایک آیت بھی نہ آتی ہو۔ بالفرض مان لیجیے

کہ اس میں علم کی ضرورت ہے لیکن تلاوتِ قرآنِ مجید اور علمائے کرام کی تقاریر پر مشتمل کیسٹ تقسیم کرنے اور دینی کتب کی اشاعت میں حصہ دار بننے کے لیے تو علم کی ضرورت نہیں۔ سفر پر جاتے ہوئے چند کیسٹ اور کتب اپنے ساتھ رکھیے۔ پٹرول پمپ وغیرہ پر کام کرنے والے ملازمین کو کتابیں پیش کیجیے۔ پٹرول پمپ پر مسجد ہوتی ہے۔ آپ یہ کتابیں افادۂ عام کے لیے مسجد میں رکھ سکتے ہیں۔ پٹرول پمپ پر آنے والی دیگر گاڑیوں میں کیسٹ تقسیم کر دیجیے۔ اگر آپ پبلک ٹرانسپورٹ سے سفر کر رہے ہیں تو گاڑی کے ڈرائیور کو کیسٹ دیجیے۔

آپ صاحبِ حیثیت ہیں اور کوئی مفید کتاب آپ کی نظر سے گزرتی ہے تو اُس کی چند کاپیاں خرید کے محلے کی مسجد میں تقسیم کیجیے۔ دوستوں کو اور رفقائے کار کو تحفے میں دیجیے۔ اسکول کے طلبہ میں بانٹ دیجیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میری اِن باتوں سے یہ مت سمجھیے گا کہ میں گناہ کرنے کا جواز فراہم کر رہا ہوں یا گنہگاروں کی طرف سے معذرت کر رہا ہوں۔

میں تو صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ جس قدر ممکن ہو نصیحت کیجیے۔ گناہ کو خدمت دین کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیجیے۔

ابو مِحجن ثقفی رضی اللہ عنہ شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ بار ہا سزا پائی لیکن ''چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی'' والا معاملہ درپیش تھا۔ طبع زاد شاعر تھے۔ شراب خانہ خراب سے ایسا گہرا تعلق تھا کہ بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

إِذَا مِتُّ فَادْفِنِي إِلٰى جَنْبِ كَرْمَةٍ
تُرْوِي عِظَامِي بَعْدَ مَوْتِي عُرُوقُهَا
وَلَا تَدْفِنَنِّي فِي الْفَلَاةِ فَإِنَّنِي
أَخَافُ إِذَا مَا مِتُّ أَنْ لَّا أَذُوقَهَا

''مر جاؤں تو مجھے انگوری کے پاس ہی کہیں دفن کرنا تا کہ مرنے کے بعد اُس کی شاخیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

کہیں دشت میں دفن نہ کر دینا کہ ڈرتا ہوں، مر گیا تو اس کا مزہ نہ چکھ پاؤں گا۔''

مسلمان اہلِ فارس سے جنگ کرنے قادسیہ کی طرف نکلے تو ابو مِحجن ثقفی رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ساتھ ہو لیے۔ زادِراہ میں شراب بھی چھپا لائے تھے۔ اسلامی لشکر قادسیہ پہنچا۔ فارسیوں کے سپہ سالار رستم نے مسلمانوں کے کمان دار سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا چاہی۔ دونوں طرف پیغامات کا تبادلہ ہوا۔

ابو مِحجن ثقفی رضی اللہ عنہ نے موقع غنیمت جانا۔ پڑاؤ سے دور ایک جگہ چھپ کر شراب پی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوئے۔ انھیں جنگ میں شامل ہونے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ پیروں میں بیڑیاں پہنا کر ایک خیمے میں قید کر دیا جائے۔

لڑائی کا آغاز ہوا۔ ابو مِحجن ثقفی رضی اللہ عنہ اگرچہ گنہگار تھے، شرابی تھے لیکن مسلمان بھی تو تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دم بھرتے تھے۔ خدمت دین کے جذبے سے سرشار تھے۔ اپنی حالت زار پر حسرت کے آنسو بہانے لگے:

كَفٰى حُزْنًا أَنْ تَرْدِيَ الْخَيْلُ بِالْقَنٰى
وَأُتْرَكَ مَشْدُودًا عَلَيَّ وَثَاقِيَا

''غم کرنے کو یہ بات بہت کافی ہے کہ گھڑ سوار نیزے لیے آگے ہی آگے بڑھتے جاتے ہیں، گھوڑے زمین پر پاؤں مار مار کر کنکر اڑاتے ہیں اور مجھے زنجیروں میں جکڑ کر یہاں چھوڑ دیا گیا۔''

إِذَا قُمْتُ عَنَّانِي الْحَدِيدُ وَغُلِّقَتْ
مَصَارِيعُ مِنْ دُونِي تُصِمُّ الْمُنَادِيَا

''کھڑا ہوتا ہوں تو پاؤں کی بیڑیاں بیٹھنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ مجھے یہاں قید کر کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں کہ جسے پکارتا ہوں اسے سنائی ہی نہیں دیتا۔''

وَقَدْ كُنْتُ ذَا مَالٍ كَثِيرٍ وَإِخْوَةٍ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَقَدْ تَرَكُونِي مُفْرَداً لَا أَخَالِيَا

''میں تو بڑا مال دار اور دوست دار تھا۔ لیکن اُنھوں نے مجھے یوں اکیلا چھوڑ دیا ہے کہ میرا کوئی دوست ہی نہیں۔''

فَلِلّٰهِ عَهْدٌ لَا أَخِيسُ بِعَهْدِهِ
لَإِنْ فُرِّجَتْ أَنْ لَّا أَزُورَ الْحَوَانِيَا

''اللہ سے میرا وعدہ ہے جس سے میں وعدہ خلافی نہیں کرتا کہ اِس بار آزاد کر دیا گیا تو شراب کا منہ بھی نہیں دیکھوں گا۔''

یہ دردناک شعر کہے اور اونچی آواز سے پکارا۔

سعد بن ابی وقاص ؓ کی اہلیہ نے جو قریب ہی کہیں موجود تھیں، ابو محجن ثقفی ؓ کی آواز سنی تو ادھر آ گئیں۔

بولیں کیا بات ہے۔ چلاتے کیوں ہو؟

ابو محجن ثقفی ؓ نے ملتجیانہ لہجے میں کہا:

''خدا کے لیے میری بیڑیاں کھول دیجیے اور سعد کی گھوڑی بلقاء مجھے عنایت کیجیے۔ میں بھی جنگ کروں گا۔ اللہ نے شہادت سے نواز دیا تو میری تمنا بر آئے گی۔ زندہ رہا تو اللہ کو گواہ بنا کر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ لوٹ آؤں گا اور آپ مجھے یہ بیڑیاں دوبارہ پہنا دیجیے گا۔''

سعد ابن ابی وقاص ؓ کی اہلیہ کا دل پسیج گیا۔ بیڑیاں کھول دیں اور بلقاء

حوالے کی۔ ابو محجن ثقفی ؓ نے زرہ پہنی، سر اور چہرے کو خود سے ڈھانپا، چیتے کی سی پھرتی سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور میدانِ جنگ میں کود پڑے۔

جی ہاں! ارتکابِ گناہ کے باوجود شیطان ابو محجن ثقفی ؓ کو اپنا آلۂ کار بنانے میں ناکام رہا، اس لیے کہ اُن کی نظر آخرت پر تھی۔ دنیا اور اُس کے مال و متاع کی اُن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی۔

ابو محجن ثقفی ؓ نے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ لوگ اُن کی دلیری پر حیرت زدہ تھے۔ لوگوں نے انھیں نہیں پہچانا، اس لیے کہ وہ دن چڑھے جنگ کے آغاز پر موجود نہیں تھے۔

سپہ سالارِ اعلیٰ سعد بن ابی وقاص کی ٹانگوں پر پھوڑے تھے، اس لیے وہ میدانِ جنگ میں نہیں آئے تھے لیکن دور سے میدانِ جنگ کا برابر معائنہ کر رہے تھے۔

ایک شہ سوار کو بڑی بے جگری سے دشمن کی صفیں درہم برہم کرتے دیکھا تو بہت تعجب کیا۔

بولے: ''وار تو ابو محجن کا ہے اور جھپٹ بلقاء کی ہے۔ لیکن ابو محجن یہاں کہاں۔ وہ تو قید میں ہے اور بلقاء بھی بندھی ہوئی ہے۔''

لڑائی اختتام کو پہنچی تو ابو محجن ثقفی ؓ قید خانے میں لوٹ آئے اور بیڑیاں پہن لیں۔ سعد بن ابی وقاص ؓ نیچے آئے تو گھوڑی کو عرق آلود پایا۔ پوچھا یہ کیا۔ گھوڑی پسینے میں شرابور کیوں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لوگوں نے ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کی بات بتائی تو خوش ہوئے۔ ابو محجن رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور کہا:

"واللہ! میں آج کے بعد تمھیں شراب نوشی پر سزا نہیں دوں گا۔"

اس پر ابو محجن رضی اللہ عنہ نے کہا: "واللہ! میں آج کے بعد شراب نوشی نہیں کروں گا۔"[18]

واہ واہ! ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ کے کیا کہنے!

چوتھی وصیت

امام ابن کثیر نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ کسی شہر کے ایک اعلیٰ افسر نے ایک سیدھے سادے آدمی سے قرض کے نام پر اچھی خاصی رقم بٹور لی۔ وہ آدمی جب بھی افسر اعلیٰ سے اپنی رقم کا مطالبہ کرتا، افسر اعلیٰ ٹال مٹول کرتا اور رقم دینے کے بجائے الٹا اپنے غنڈوں سے پٹواتا۔

اُس بیچارے نے سپہ سالارِ اعلیٰ سے شکایت کی۔ لیکن بات بجائے بننے کے اور بگڑ گئی۔ اس نے اپنا قصۂ درد سناتے ہوئے کہا کہ یہ صورت حال دیکھ کر میں بالکل مایوس ہو گیا اور یقین کر لیا کہ میری رقم ڈوب گئی ہے۔ حیران تھا کہ کہاں جاؤں اور کس کے آگے فریاد کروں۔ ایک

صاحب نے مجھ سے کہا تم فلاں درزی کے پاس کیوں نہیں جاتے جو بڑی مسجد کے سامنے بیٹھتا ہے۔

میں نے کہا جس آدمی کے آگے بڑے بڑوں کی ایک نہیں چلی، وہاں بھلا ایک معمولی درزی کی کیا بساط۔

وہ صاحب کہنے لگے تم کیا جانو۔ وہ درزی بڑا زبردست آدمی ہے۔ بڑے بڑوں کے چھکے چھڑا دیتا ہے۔ جن آدمیوں کے پاس تم گئے ہو وہ اُن سب کا باپ ہے۔ جا کر تو دیکھو۔

میں نے کہا چلو آزمانے میں کیا حرج ہے۔ درزی کے پاس پہنچا اور اُسے ساری بات بتائی۔ درزی فوراً اٹھا، دکان پر تالا چڑھایا اور میرے ساتھ چل پڑا۔ ہم اُس سرکاری بھڑوے کے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُسی نے دروازہ کھولا۔ بڑے غصے میں تھا۔ درزی کو دیکھتے ہی بھیگی بلی بن گیا۔ خوب آؤ بھگت کی۔

درزی نے کہا اس غریب کا حق اسے دے دو۔

وہ کمینہ بولا میرے پاس کچھ نہیں۔

درزی نے چلا کر کہا اسے اس کا حق دیتے ہو یا میں اذان کہوں۔

اذان کا نام سن کر افسر کی ساری ہوا نکل گئی۔ سیدھا اندر گیا اور رقم لا کر میرے حوالے کر دی۔

رقم پا کر میں بہت خوش ہوا اور سخت حیران بھی تھا کہ یہ درزی آخر چیز کیا ہے۔ پل کی پل میں اُس افسر کی ساری اکڑفوں کا ستیاناس کر دیا۔ میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ازارہِ تشکر اُسے کچھ رقم دینا چاہی۔ درزی نے رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا:

''مجھے روپے کی چاہت ہوتی تو اس کے انبار لگا دیتا۔''

میں نے اُس سے کہا کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ میں تو ہکا بکا رہ گیا ہوں تمھارا اثر و رسوخ دیکھ کر جبکہ تم ایک معمولی درزی ہو۔ اور تم نے اسے اذان کی دھمکی کیوں دی تھی۔ آخر بات کیا ہے۔

درزی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا:

''تمھیں تمھاری رقم مل گئی۔ اب اپنی راہ لو اور مجھے بھی اپنا کام کرنے دو۔''

''نہیں اللہ کی قسم! تم نے مجھے میری رقم دلائی ہے۔ میں بھی وجہ پوچھے بنا نہ رہوں گا۔'' میں نے اصرار کیا۔ درزی نے میرے اصرار کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور کہا:

''بات دراصل یہ ہے کہ چند برس پہلے ہمارے یہاں ایک اعلیٰ سرکاری افسر رہتا تھا۔ اُس کا تعلق ترکستان سے تھا۔ بڑا خوش شکل جوان تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ ایک بڑی حسین و جمیل عورت یہاں سے گزری۔ وہ حمام (بیوٹی پارلر) سے نکلی تھی اور بڑے خوبصورت کپڑوں میں ملبوس تھی۔ ترکی افسر نے اُس روز خاصی مقدار میں چڑھا رکھی تھی۔ وہ نشے میں دھت تھا۔ امیر زادی کو دیکھا تو لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا اور اُسے بازو سے پکڑ، گھر کی طرف گھسیٹنے لگا۔ عورت بہتیرا چیخی چلائی، شور مچایا کہ میں شادی شدہ ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ لوگوں سے بھی فریاد کی کہ یہ آدمی مجھ سے زبردستی کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اس کے چنگل

سے چھڑاؤ۔ میری مدد کرو۔ میں آگے بڑھا اور عورت کو چھڑانے کی کوشش کی۔ ترکی کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اُس نے میرے سر پر خنجر کا وار کیا جو اوچھا پڑا لیکن خون بہنے لگا۔

وہ امیر زادی کو گھسیٹ گھساٹ کر گھر لے ہی گیا۔

میں دکان پر واپس آیا۔ خون دھویا۔ سر پر پٹی باندھی اور باہر نکل کر لوگوں کو پکارا کہ اس ظالم کو روکو۔ اگر آج تم نے اُس کا ہاتھ نہ پکڑا تو کل کو وہ تمھاری بہو بیٹیوں پر بھی ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ چلو میرے ساتھ۔ عورت کو اُس درندے کی گرفت سے آزاد کرائیں۔

بہت سے لوگ میرے ساتھ ہو لیے۔ ہم نے ترکی افسر کی کوٹھی پر دھاوا بول دیا۔ آگے سے اُس کے غنڈے لاٹھیوں اور خنجروں سے مسلح ہو کر ہم پر چڑھ دوڑے۔ انھوں نے لوگوں کو بھگا دیا۔ جھڑپ کے دوران میں مجھے شدید چوٹیں آئیں۔ میں بھی گھر کی طرف بھاگا۔ درد کی شدت سے راہ سجھائی نہیں دیتی تھی۔ گھر آ کر زخموں کو دھویا اور بستر پر پڑ رہا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سخت بے چین و بے قرار تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ خاتون کو ظالم کے پنجۂ استبداد سے کیسے چھڑاؤں۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ یکا یک میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ مسجد جا کر اذان دے دوں۔ ترکی افسر سمجھے گا کہ صبح ہوگئی۔ یوں وہ عورت کو چھوڑ دے گا۔

میں تیزی سے اٹھا۔ مسجد گیا۔ مینار پہ چڑھا اور اذان کہہ ڈالی۔ میرا ارادہ تھا کہ اُس بد بخت نے اذان سن کر بھی عورت کو نہ چھوڑا تو اقامت بھی کہہ دوں گا تاکہ اُس کو یقین ہو جائے کہ واقعی فجر ہوگئی ہے۔

ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ گلی میں گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ میں نے جھانک کر دیکھا۔ یہ پولیس کے آدمی تھے۔ انھوں نے مینار کی طرف دیکھا اور بآواز بلند پکارا۔

''اس وقت اذان کس نے دی ہے؟''

میں نے چلا کر جواب دیا:

''میں نے دی ہے اذان۔''

انھوں نے کہا: ''نیچے اترو۔''

میں نیچے اترا۔ کہنے لگے: ''امیر المومنین تمھیں یاد کرتے ہیں۔'' میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بہت گھبرایا۔ بہتیری منت سماجت کی کہ میری بات تو سن لیجیے۔ انھوں نے میری ایک نہ سنی۔ ہانک کر لے گئے اور خلیفہ کے دربار میں لا کھڑا کیا۔ میں خوف اور مرعوبیت کے مارے کانپ رہا تھا۔

امیر المومنین نے کہا میرے قریب آؤ۔

میں اُن کے قریب گیا۔

بولے: ''ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مطمئن رہو۔ تمھیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔''

ذرا ڈھارس بندھی۔

انھوں نے دریافت کیا کہ ابھی ابھی اذان تمھی نے دی ہے۔

''جی ہاں۔ میں ہی نے اذان دی ہے۔'' میں نے اعتراف کیا اور اعتراف کیے بنا چارہ بھی نہیں تھا۔

بولے: ''ابھی تو آدھی سے زیادہ رات باقی ہے۔ تمھیں کیا پڑی تھی کہ اس وقت اذان کہہ ڈالی؟ نمازی اور روزے دار بیچارے پریشان ہوتے ہوں گے۔''

میں نے کہا: ''حضور! جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔''

فرمایا: ''امان دی جاتی ہے۔''

میں نے تمام قصہ من وعن کہہ سنایا۔ امیر المومنین سخت غصے میں آ گئے۔ فوراً حکم دیا کہ اُس بدقماش ترکی افسر کو اور اُس خاتون کو حاضر کیا جائے۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں کو حاضر کر دیا گیا۔ امیر المومنین نے خاتون کو چند بااعتماد خواتین کے ساتھ اُس کے شوہر کے گھر روانہ کر دیا۔

پھر ترکی افسر کی طرف متوجہ ہوئے اور طیش میں آ کر دریافت کیا: ''یہ بتاؤ تمھاری تنخواہ کتنی ہے۔ کتنا مال و متاع ہے تمھارے پاس؟ عورتیں اور باندیاں کتنی ہیں؟''

تنخواہ اور مال و متاع کے متعلق اُس نے جو کچھ بتایا اُس کا اندازہ ہزاروں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور لاکھوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ایک سے زائد عورتیں اور کئی باندیاں۔

امیر المومنین نے اُسے ڈانٹا۔ ''بیڑا غرق ہو تمھارا!

اس قدر مال و متاع ہے تمھارے پاس۔ عورتوں کی بھی کمی نہیں۔

اس کے باوجود تمھیں شرم نہیں آئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے۔ حیا نہیں آئی اللہ کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے۔ کیا سمجھ رکھا ہے تم نے اپنے آپ کو؟''

امیر المومنین نے حکم دیا کہ اس کمینے کو لے جاؤ۔ اسے جوتے کھلاؤ۔ اس کی اکڑ فوں نکالو۔ خنجروں کے وار کر کے خوب زخمی کرو اور بیڑیاں پہنا کر دجلہ میں پھینک آؤ۔

ترکی افسر چیخا چلایا۔ بڑی منت سماجت کی۔ قسمیں کھائیں۔ اعلانِ توبہ کیا۔ لیکن بے سود۔ امیر المومنین اسے سزائے موت سنا چکے تھے۔ اور اُس کا علاج بھی یہی تھا۔ اس لیے کہ وہ فساد فی الارض کا باعث بن رہا تھا۔

امیر المومنین نے پولیس افسر کو حکم دیا کہ ترکی کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی جائے۔

اس کے بعد مجھے مخاطب کیا:

''تمھیں کسی بھی قسم کی لاقانونیت نظر آئے۔ خواہ اس پولیس افسر کے حوالے سے، تم مجھے اطلاع کرو۔ تمھاری مجھ سے ملاقات ہو جائے تو ٹھیک ورنہ اذان کہہ دو۔ یہ ہمارے درمیان ایک نشانی ٹھہری۔ تمھاری بے وقت کی اذان سے مجھے پتہ چل جایا کرے گا کہ تم مجھے پکار رہے ہو۔''

میں نے کہا: ''امیر المومنین! اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔''

اور خلیفہ کے دربار سے نکل آیا۔ اب تمام لوگ خلیفہ معتضد کی وجہ سے مجھ سے ڈرتے ہیں۔ کسی کو میری بات ٹالنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ تب سے آج تک مجھے اذان دینے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی۔ [19] الحمد للہ۔''

دراصل جو لوگ جنت سے رغبت اور جنت کا اشتیاق رکھتے ہیں وہ برائی اور لاقانونیت کا خاتمہ کرنے کے لیے مختلف طریقے اپناتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی آدمی اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔''

صحابۂ کرام نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! ایک آدمی اپنے آپ کو حقیر کیسے سمجھتا ہے؟''

فرمایا: ''اسے ایک معاملہ پیش آتا ہے جس میں اُسے اللہ کی خاطر کچھ کہنا ہوتا ہے لیکن وہ کچھ نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس سے کہے گا کہ تم نے فلاں فلاں معاملے میں بات کیوں نہ کی۔ جواب دے گا کہ مجھے لوگوں کا ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

''لیکن تمھارا سب سے زیادہ حق تو یہ بنتا تھا کہ مجھی سے ڈرو۔'' [20]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو آدمی برائی دیکھے اسے ہاتھ سے روکے۔ اتنی طاقت نہ ہوتو زبان سے روکے۔ اتنی بھی طاقت نہ ہوتو دل سے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔'' [21]

یہ حدیث تمام مسلمانوں پر لاگو ہوتی ہے۔ برائی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرنے والے کے متعلق خدشہ ہے کہ وہ بھی برائی کرنے والے کے گناہ میں شریک سمجھا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب زمین پر برائی کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو جو وہاں حاضر ہوتا ہے اور اسے ناپسند کرتا یا اُسے روکنے کی کوشش کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے برائی کے وقت موجود نہیں تھا۔ اور جو آدمی وہاں موجود نہیں ہوتا لیکن یہ جان کر کہ کہیں برائی کا ارتکاب ہوا ہے، خوش ہوتا ہے وہ ایسے ہے جیسے برائی کے وقت موجود تھا۔'' [22]

پانچویں وصیت

نیک لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ انھیں دنیا میں بھی خوش رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ابدی مسرتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں پر اور اُن لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کی پروا کیے بغیر دنیاوی آسائشیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، دائمی افسردگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور اکتاہٹ مصیبت بن کر نازل ہوتی ہے۔ یوں اُن کی زندگی بے مزہ ہو جاتی ہے اور زندگی کی رنگینیاں اُن کے لیے عذاب بن کر رہ جاتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ خوشی غم میں اور راحت پریشانی میں کیوں بدل جاتی ہے۔

جواب بہت صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف ایک کام کے لیے پیدا کیا ہے۔ انسان وہ کام چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہوگا تو اس کی زندگی اچھے طریقے سے نہیں گزرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

’’میں نے جن و انس کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔‘‘[23]

اس لیے انسان جب اپنے جسم و روح کو اُس کام کے لیے استعمال نہیں کرے گا جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے تو انسان کی زندگی لامحالہ جہنم بن جائے گی۔

مثال کے طور پر راہ چلتے ایک آدمی کا جوتا ٹوٹ جائے اور وہ جوتے کی جگہ قلم رکھ کر چلنے کی کوشش کرے تو آپ کیا کہیں گے؟

یہی نا کہ بھائی! تمھارا دماغ تو خراب نہیں۔ قلم چلنے کے لیے نہیں لکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔

اسی طرح لکھتے لکھتے ایک آدمی کا قلم جواب دے جائے اور وہ جوتا اٹھا کر اُس سے لکھنے کی کوشش کرے تو آپ کیا کہیں گے؟

یہی کہ بھائی! قلم لکھنے کے لیے بنایا گیا ہے اور جوتا چلنے کے لیے۔ جوتا بھلا کیوں کر لکھے گا۔ لگتا ہے تمھارا دماغی توازن درست نہیں۔

بالکل اسی طرح انسان کو صرف ایک کام کے لیے بنایا گیا ہے۔ وہ کام ہے اللہ کی عبادت اور اطاعت۔

آدمی یہ کام چھوڑ کر دوسرا کام کرے گا تو لازماً بدبختی ہی اُس کا مقدر بنے گی۔

اُن لوگوں کا مشاہدہ کیجیے جنھوں نے زندگی کو اُن کاموں میں کھپایا جس کے لیے اسے بنایا نہیں گیا تھا۔ اُن کی زندگی میں فساد، بگاڑ اور زیاں کے جو پہلو ہیں وہ اوروں کی زندگی میں نہیں پائے جاتے۔

اُن ممالک میں جن میں اباحیت اور فحاشی و عریانی کا دور دورہ ہے، خودکشی کی شرح کیوں زیادہ ہے؟ امریکہ میں سالانہ پچیس ہزار سے زائد افراد خودکشی کیوں کرتے ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برطانیہ میں، فرانس میں، سویڈن میں اور دیگر یورپی ممالک میں لوگ خودکشی کیوں کرتے ہیں؟

کیا انھیں پینے کو شراب نہیں ملتی؟

نہیں، شراب تو بکثرت ہے۔

یا انھیں سیر و تفریح کے مواقع میسر نہیں؟

نہیں، سیر و تفریح کے مواقع بہت ہیں۔ بڑے بڑے ملک ہیں۔ جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں۔

یا پھر انھیں زنا کرنے سے روکا جاتا ہے؟

نہیں، ایسی بات بھی نہیں۔ وہ جو چاہے کرتے ہیں۔ انھیں روکنے والا کوئی نہیں۔ زندگی کی لذتوں سے جی بھر کے حظ اٹھاتے ہیں۔ زندگی کی وافر آسائشیں انھیں میسر ہیں۔ ایک متمدن معاشرے میں جو سہولیات پائی جانی ضروری ہیں، وہ ساری کی ساری اُن کے ہاں دستیاب ہیں۔

پھر آخر وہ خودکشی کیوں کرتے ہیں؟ زندگی سے اس قدر کیوں اکتا جاتے ہیں؟ زندگی کی وافر آسائشوں کو چھوڑ کر موت کو گلے کیوں لگاتے ہیں؟

آخر کیوں؟

ان سوالوں کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا ﴾

”اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا تو بلاشبہ اُس کے لیے تنگ زندگی ہے۔“ [24]

تنگ زندگی اُن کے تعاقب میں رہتی ہے اور انھیں موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہے۔

اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے منہ موڑتا اور تکبر کرتا ہے، اللہ اس کے دل میں دائمی خوف ڈال دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ۝ ﴾

”ہم اُن لوگوں کے دلوں میں دائمی خوف ڈال دیں گے جنھوں نے کفر کیا، اس وجہ سے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اُس کو شریک ٹھہرایا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور آگ اُن کا پکا ٹھکانا ہے۔ اور ظالموں کی رہائش گاہ بہت بری ہے۔“ [25]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

البتہ جو لوگ اپنے رب کی معرفت رکھتے ہیں اور دل و جان سے اُس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں وہ خوش وخرم رہتے ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

”جس نے عمل کیا صالح، کوئی مرد ہو یا عورت، اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور زندگی دیں گے پاکیزہ زندگی اور یقیناً ہم انھیں اُن کا اجر ضرور بدلے میں دیں گے، اُن بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔“ [26]

ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ علاج کی غرض سے مجھے برطانیہ جانا پڑا۔ میں جس ہسپتال میں داخل ہوا وہ حکومتی عہدے داران کے لیے مختص تھا۔ ڈاکٹر نے میرا حلیہ دیکھا تو پوچھا:

”آپ مسلمان ہیں؟“

”جی ہاں۔ الحمد للہ۔ میں مسلمان ہوں۔“ میں نے فخر سے جواب دیا۔

ڈاکٹر کہنے لگا: ”مجھے ایک پریشانی لاحق ہے۔ کیا آپ میری بات سننے کی زحمت کیجیے گا؟“

”ہاں۔ ہاں۔ ڈاکٹر صاحب! بتائیے۔ بتائیے۔ مجھے خوشی ہوگی آپ کے

کام آ کر۔“

”بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا روپیہ ہے۔ اچھی خاصی نوکری ہے۔ زندگی کی ساری آسائشیں مجھے میسر ہیں۔ زندگی کی لذتوں سے میں نے پورا پورا حظ اٹھایا ہے۔ سیاحت بھی کرتا ہوں۔ اس کے باوجود ایک عرصے سے پریشان ہوں اور تنگ دلی کا شکار ہوں۔ زندگی سے اُکتا چکا ہوں۔ کئی ایک ماہرین نفسیات سے مشورہ کیا۔ بارہا خودکشی کے متعلق بھی سوچا کہ شاید مرنے کے بعد ایسی زندگی نصیب ہو جائے جس میں اکتاہٹ نہ ہو۔ پریشانی نہ ہو۔ کیا آپ بھی ایسی ہی تنگ دلی اور پریشانی محسوس کرتے ہیں؟“

میں نے جواب دیا: ”نہیں، بالکل نہیں۔ میں تو ہمیشہ خوش اور مطمئن رہتا ہوں۔ میں آپ کو اس مشکل کا حل بتاتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے آپ میری چند باتوں کا جواب دیجیے۔“

”جی ہاں۔ ضرور پوچھیے۔“ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا۔

”یہ بتائیے کہ جب آپ اپنی آنکھوں کی تفریح کا سامان کرنا چاہتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟“

”تب میں خوبصورت عورتیں دیکھتا ہوں یا کسی دلنواز اور قدرتی منظر کو دیکھ کر آنکھوں کو راحت پہنچاتا ہوں۔“

”اور کانوں کی لذت بہم پہنچانا چاہیں تو کیا کرتے ہیں؟“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"تو میں دھیمی موسیقی سنتا ہوں۔"

"اور ناک سے زندگی کا لطف اٹھانا چاہیں تو کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟"

"تو میں خوشبو سونگھتا ہوں یا پھولوں سے سجے کسی باغ میں چلا جاتا ہوں۔"

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔

"اچھا اب یہ بتایئے کہ آنکھوں کو سکون پہنچانے کے لیے موسیقی کیوں نہیں سنتے؟"

"اس لیے کہ موسیقی کانوں کی دلچسپی کا سامان ہے۔"

ڈاکٹر نے حیرت سے کہا۔

"اور ناک سے زندگی کا لطف اٹھانا چاہیں تو خوبصورت منظر کیوں نہیں دیکھتے؟"

"اس لیے کہ خوبصورت مناظر سے آنکھ لطف اٹھاتی ہے نہ کہ ناک۔"

ڈاکٹر کو مزید حیرانی ہوئی۔

"بالکل ٹھیک۔ جو بات میں آپ سے کہلوانا چاہتا ہوں وہ یہی ہے۔ یہ بتایئے کہ آپ کو یہ افسردگی، اکتاہٹ اور پریشانی کہاں محسوس ہوتی ہے؟ آنکھ میں؟ ناک میں؟ یا کان میں؟"

"نہیں۔ میں دل میں اکتاہٹ پاتا ہوں۔"

"اکتاہٹ دل میں ہے تو دل کی دلچسپی اور تفریح کا سامان کیجیے نا۔

شراب آپ نے پی دیکھی۔ زنا کر دیکھا۔ موسیقی سن دیکھی۔ سیر و سیاحت کر دیکھی۔ دل کو تسلی نہیں ہوئی۔ دل کو قرار نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ یہ چیزیں آپ کو زندگی کی طرف لوٹانے میں ناکام رہی ہیں۔ آپ کے دل کو ان جھوٹی تسلیوں کی

نہیں، حقیقی خوشی کی ضرورت ہے۔"

ڈاکٹر کو تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی۔

اُس نے اعتراف کیا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

"تو آپ ہی بتایئے کہ میں کیا کروں۔ دل کو حقیقی خوشی سے کیسے ہمکنار کروں۔"

میں نے کہا: "اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ آپ دل و جان سے تسلیم کر لیجیے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ خالق کے حضور سجدے میں جایئے۔ اس سے اپنے دل کا حال کہیے۔ جو غم ہے، جو پریشانی ہے، اسے بتایئے۔ آپ کی زندگی پُرسکون ہو جائے گی۔ دل کو چین آ جائے گا۔ زندگی میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں نظر آئیں گی۔ آزمائش شرط ہے۔"

ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا:

"آپ مجھے اسلام کے متعلق کتابیں دیجیے اور میرے لیے دعا کیجیے۔ مجھے لگتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔"

چند دنوں میں میرا علاج مکمل ہوا تو میں وطن واپس آ گیا۔ معلوم نہیں ڈاکٹر مسلمان ہو گیا یا نہیں۔ شاید مسلمان ہو گیا ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سچ ہی تو فرمایا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝﴾

''اے لوگو! بلاشبہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک عظیم نصیحت آئی ہے اور اُن (بیماریوں) کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہیں اور مومنوں کے لیے سراسر ہدایت اور بے پایاں رحمت۔ کہہ دے (یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت ہی سے ہے۔ تو اسی کے ساتھ انھیں خوش ہونا چاہیے۔ یہ اس سے بہت بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''[27]

سخت حیرت ہوتی ہے اُن لوگوں پر جو بدبختی کی راہوں پر خوشیاں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اُن چیزوں سے دل بہلانے اور غم غلط کرنے کی سعی کرتے ہیں جو بجائے خود غم کا سامان ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝﴾

''یا ان لوگوں نے جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا، سمجھ رکھا ہے کہ ہم انھیں اُن لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے؟ اُن کا جینا اور مرنا برابر ہے؟ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔''[28]

اللہ تعالیٰ نے نیک بختوں اور بدبختوں، دونوں کی دنیاوی و اخروی زندگی میں فرق رکھا ہے۔

ایک صاحب نے جو تبلیغ دین کے شعبے سے وابستہ ہیں، مجھے بتایا کہ ایک روز ایک نوجوان بجھا ہوا افسردہ چہرہ لیے مجھ سے ملنے آیا۔ میں نے ملاقات کی وجہ دریافت کی تو وہ رونے لگا۔ میں نے کہا بھائی کیوں روتے ہو۔ بولا سینے میں اس قدر تنگی محسوس کرتا ہوں کہ سانس نہیں لیا جاتا۔ ہر وقت پریشان رہتا ہوں۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ ایسے لگتا ہے کہ سینے پر کوئی پہاڑ دھرا ہے۔

لوگوں سے حتیٰ کہ اپنے گھر والوں سے کتراتا ہوں۔ تنہائی پسند ہو گیا ہوں۔ چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجائے رکھتا ہوں۔

آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے دم کر دیجیے یا کسی ایسے آدمی کا پتہ بتائیے جو میرا علاج کر سکے۔''

میں نے کہا: ''یہ ڈپریشن کی کیفیت ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ کیا وجہ ہے؟''

وہ بولا: ''میں نہیں جانتا کہ کیا وجہ ہے۔ بس میری زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔ جینا دوبھر ہو گیا ہے۔''

''اللہ کے ساتھ تمھارا تعلق کیسا ہے؟'' میں نے پوچھا:

کہنے لگا: ''اللہ کے ساتھ میرا تعلق بڑا کمزور ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"میں آپ کو اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔" اُس نے مزید کہا۔

"شاید اس طرح آپ کو میری دماغی اور قلبی کیفیت سمجھنے میں مدد ملے۔"

"بالکل۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "پوری بات بتاؤ۔"

نوجوان نے کہنا شروع کیا: "میری عمر چودہ سال کی تھی جب میرے والد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکہ روانہ ہوئے۔ میں بھی اُن کے ساتھ ہولیا۔ والد تو یونیورسٹی میں پڑھتے اور میں دن بھر آوارہ گردی کیا کرتا۔ آوارہ گردی کے دوران میں نے امریکہ کے بڑے بڑے ڈانس کلب اس نوعمری میں دیکھ ڈالے۔

والد کا دو سالہ کورس پورا ہوا تو ہم الریاض لوٹ آئے۔ میں نے والد سے کہا کہ مجھے دوبارہ امریکہ بھیج دیجیے تاکہ کم از کم اپنی پڑھائی تو مکمل کر لوں۔ والد نے انکار کر دیا۔ میں یہیں الریاض کے ایک اسکول میں داخل ہو گیا اور ایلیمنٹری کے تیسرے سال جان بوجھ کر فیل ہو گیا۔

اگلے سال اسی کلاس میں بیٹھا اور سالانہ امتحان میں پھر فیل ہو گیا، تیسر بار اسی کلاس میں بیٹھا اور فیل ہی ہوا۔ پاس ہوتا بھی کیسے کہ میں خود فیل ہونا چاہتا تھا۔

والد نے یہ صورتحال دیکھی تو مجھے پڑھائی کے لیے امریکہ بھیج دیا۔ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری کا چار سالہ کورس تھا جسے میں نے نو سال میں پورا کیا۔

ان نو برسوں میں شاید ہی کوئی گناہ ایسا ہو جس کا میں نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ میں جوانی کے ایک ایک لمحے سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ نو برس کے بعد الریاض واپس آیا اور یونیورسٹی میں پڑھنے لگا۔ یہاں بھی اسی روش پر قائم رہا جسے امریکہ میں اختیار کیا تھا۔ لیکن جب سے یہاں آیا ہوں سینے میں شدید تنگی محسوس کرتا ہوں۔ زندگی میرے لیے عذاب بن کر رہ گئی ہے۔ ہر چیز سے اکتا چکا ہوں۔ گناہوں میں لذت نہیں رہی۔ ڈپریشن کی یہ کیفیت زندگی کا لازمہ بن گئی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔

"کیا تم نماز پڑھتے ہو؟" میں نے استفسار کیا۔

"نہیں۔ میں نماز نہیں پڑھتا۔" وہ بولا۔

"ڈپریشن کے علاج کا پہلا قرینہ یہ ہے کہ تم اُس ذات سے از سرِ نو تعلق استوار کرو جس کے ہاتھ میں تمھارا دل ہے اور وہ اسے جیسے چاہتا ہے، الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔ باجماعت نماز کی پابندی کرو۔ سات دن کے بعد مجھ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوبارہ ملنا۔"

چند دن گزرے۔ وہ آیا۔ یہ وہ چہرہ تو نہیں تھا جس سے میں ایک ہفتہ پہلے ملا تھا۔ نوجوان نے آتے ہی مجھ سے معانقہ کیا اور کہنے لگا: "اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اللہ کی قسم! ان نو برسوں میں پہلی بار اتنا خوش وخرم ہوں۔"

میں نے تنگ دلی، اکتاہٹ اور ڈپریشن کے متعلق پوچھا:

کہنے لگا: "تنگ دلی اور اکتاہٹ کا کیا سوال۔ وہ تو پرانی بات ہوگئی۔ اب تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ڈپریشن کبھی تھا ہی نہیں۔"

نماز کی برکت سے تنگ دلی، اکتاہٹ اور پریشانی نے نوجوان کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ ہی تو فرمایا ہے:

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلٰمِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾

"پھر جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اُس کا سینہ انتہائی تنگ کر دیتا ہے گویا وہ بمشکل آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے۔ اللہ اسی طرح اُن لوگوں پر گندگی ڈال دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"[29]

ایک صاحب نے جو دین کے عالم ہیں، مجھے بتایا کہ ایک آدمی میرے ہاں آیا اور کہنے لگا:

"مولانا! میرے بھائی پر جادو کر دیا گیا ہے۔ کوئی ایسا آدمی بتایئے جو قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پڑھ کر اسے دم کر دے۔ میں نے کہا اپنے بھائی کو مجھ سے ملایئے۔

وہ مریض کو لے آیا۔ مریض کی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا بھائی! کیا تکلیف ہے۔

بولا مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔

''اچھا! تمھیں کیسے پتہ کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے؟''

''میں سینے میں ہمیشہ تنگی محسوس کرتا ہوں۔ اکتاہٹ، افسردگی اور ڈپریشن میری زندگی کے لوازم بن چکے ہیں۔ لوگوں سے کتراتا ہوں۔ گھر والوں سے دور بھاگتا ہوں۔ میری ازدواجی زندگی تباہ ہوگئی ہے۔ ایک برس ہوا، میری بیوی روٹھ کر میکے جا چکی ہے۔ میرے رویے نے میرے بچوں پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ میں اُن سے دور بھاگتا ہوں اور وہ مجھ سے جان چھڑاتے ہیں۔''

اُس نے آنسو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم اسی بات پر مصر کیوں ہو کہ تم پر جادو کیا گیا ہے؟''

میں نے کہا: ''عین ممکن ہے کہ یہ تمھارے کسی گناہ کی سزا ہو۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہے ہو جس کے نتیجے میں اُس نے انشراحِ صدر کی نعمت تم سے چھین لی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ﴾

'' اور تمھیں جو کوئی مصیبت آ لیتی ہے تو وہ اس کے سبب ہے جو

تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتا ہے۔''[30]

''نہیں۔'' وہ بولا۔ ''مجھ پر جادو ہی کا اثر ہے۔ آپ مجھے دم کر دیں۔''

''جاؤ۔ اپنا محاسبہ کرو۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔'' میں نے اسے ٹالنا چاہا۔

''نہیں۔ مجھ پر جادو ہی کا اثر ہے۔ آپ مجھے دم کر دیں۔''

اُس کا اصرار بڑھا تو میں نے پانی کا گلاس منگایا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اُس میں پھونک دیا۔

''پیو۔ میں نے دم کر دیا ہے۔''

اُس نے پانی پیا اور چلا گیا۔

دو دن کے بعد اُس کے بھائی نے مجھے فون کیا اور کہا:

''مولوی صاحب! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ اللہ کے حکم سے آپ کے دم نے بہت فائدہ کیا ہے۔''

مجھے بے حد تعجب ہوا۔ ''لیکن کیسے؟''

''کل میرا بھائی دن بھر والدہ اور بھائیوں کے ساتھ رہا۔ رات کو اپنی سسرال گیا، بیوی اور بچوں کو لے آیا۔

مولوی صاحب! میری والدہ اور بھابھی آپ کو بڑی دعائیں دیتی ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے جادو کا توڑ کر دیا ہے۔''

میں واقعی حیران ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روز اپنے بھائی کو لے کر آئے۔

اگلے روز دونوں بھائی آئے۔ میں نے مریض سے پوچھا:

''ہاں، بتاؤ، جادو کے آثار ملے؟''

''نہیں۔'' وہ بولا: '' جادو کے آثار تو نہیں ملے، البتہ ایک اور چیز ملی ہے۔ فحش فلم اور منشیات ملی ہیں۔''

''اچھا۔'' میں نے حیرت سے کہا۔''وہ کیسے؟''

''وہ ایسے کہ جب میں آپ سے مل کر گیا تو گھر جا کر اپنے گریبان میں منہ ڈالا۔ قرآن مجید کی اس آیت پر غور کیا:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾

''اور تمھیں جو کوئی مصیبت آ لیتی ہے تو وہ اس کے سبب ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی باتوں سے درگز کر جاتا ہے۔''[31]

میں نے سوچا دیکھوں تو مجھ سے کوتاہی کیا ہوئی ہے، خرابی کہاں واقع ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ میں ہمیشہ سے نماز کا پابند نہیں ہوں۔ ایک عرصے سے گھٹیا فلم دیکھتا ہوں۔ یہ فلم ہی کا اثر تھا کہ مجھے اپنی بیوی سے نفرت ہوگئی۔ سینہ تنگ رہنے لگا۔ ڈپریشن ہوگیا۔ ڈپریشن کے ہاتھوں مجبور ہو کر منشیات کا استعمال شروع کر دیا۔ منشیات کے استعمال سے ڈپریشن تو کیا کم ہوتا، پریشانی کچھ اور ہی بڑھ گئی۔

سینے کا انقباض حد سے بڑھا تو میں سمجھا شاید مجھ پر جادو کا اثر ہے۔

بہر حال جب آنکھیں کھلیں تو میں نے سب فلموں کو نذرِ آتش کر دیا۔ منشیات کو گٹر میں بہا دیا اور برے کاموں سے توبہ کی۔ یوں لگا جیسے سینے سے کوئی پہاڑ ٹل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے انشراحِ صدر کی نعمت سے مالا مال کر دیا۔''

چھٹی وصیت

محبت کے معاملے میں اہلِ ایمان کا طریقِ کار یہ ہے کہ وہ ہر حال میں خالق کی محبت کو مخلوق کی محبت پر ترجیح دیتے ہیں۔ رب تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ رب تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ انھیں دنیا کی ہر شے سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر رب تعالیٰ کی خوشامدیں کرتے ہیں، اُس کی محبت میں آنسو بہاتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں رب تعالیٰ کے دیدار کو ترستی ہیں۔ اُن کے دل رب تعالیٰ کے حضور فرطِ عقیدت سے جھکے رہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک شاعر نے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کیا خوبصورت بات کہی تھی ۔

فَلَيْتَكَ تَحْلُو وَالْحَيَاةُ مَرِيرَةٌ
وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غِضَابٌ

''زندگی تلخ تھی تو کیا تھا، کاش! تم تو میٹھے ہوتے۔ لوگ غصے میں تھے تو کیا تھا، کاش تم تو راضی ہوتے۔''

وَلَيْتَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَامِرٌ
وَبَيْنِي وَبَيْنَ الْعَالَمِينَ خَرَابٌ

''میرا اور لوگوں کا تعلق خراب ہی سہی ، میرا اور تمھارا تعلق تو ٹھیک ہوتا۔'' [32]

إِذَا صَحَّ مِنْكَ الْوُدُّ فَالْكُلُّ هَيِّنٌ
وَكُلُّ الَّذِي فَوْقَ التُّرَابِ تُرَابٌ

''تمھاری طرف سے محبت کا تعلق ٹھیک ہے تو بس کوئی فکر نہیں۔ ہر شے ہیچ ہے۔ اور مٹی کے اوپر واقع ہر شے گویا مٹی ہے۔''

اہلِ ایمان کو رب تعالیٰ کو دیکھنے کا اشتیاق ہوتا ہے۔ یوں وہ قیامت کے دن رب تعالیٰ کو دیکھنے کا استحقاق رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں اپنے دیدار کی خوشخبری سنائی ہے۔

﴿ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ ﴾

''اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب ہی کی طرف دیکھتے ہوں گے۔'' [33]

آدمی کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی اور عشقِ حرام سے بچنا چاہیے۔ ہاں کسی سے محبت کرنی ہی ہے تو اللہ کے لیے کیجیے۔ محبت اس لیے کیجیے کہ وہ آدمی نیکی اور تقویٰ کے اعتبار سے آپ کو اچھا لگا ہے۔

اللہ کے لیے محبت کرنے والے روزِ قیامت نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے اور انبیاء وشہداء اُن پر رشک کریں گے۔ [34]

جو محبت تقویٰ اور خشیت الٰہی کی بنا پر نہ ہو وہ محبت اللہ کے لیے نہیں۔ وہ غیر اللہ کی محبت ہے اور اللہ سے دوری کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی جا بجا مذمت کی ہے جو غیر اللہ کی محبت میں اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فرمایا:

﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾

''جانی دوست اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقیوں کے۔''[35]

ایک اور موقع پر فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝﴾

''اور جس روز ظالم اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے میری بربادی، کاش! میں فلاں کو جانی دوست نہ بناتا۔ اُس نے تو مجھے ذکر سے بھٹکا دیا، اس کے بعد کہ وہ ذکر میرے پاس آیا۔ اور شیطان تو ہمیشہ سے انسان کو (گمراہ کرنے کے بعد) چھوڑ جانے والا ہے۔''[36]

عشقِ حرام میں مبتلا ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے، گھٹیا فلم دیکھنا۔ ایسے فلم جن میں مردوزن کا آزادانہ اختلاط ہوتا ہے اور مرد وعورت کے چوما چاٹی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔ ایسے فلم دیکھ کر آدمی کے دل سے گناہ کی سنگینی کا احساس جاتا رہتا ہے۔

نوجوان لڑکے لڑکیاں ایسے فلم دیکھتے ہیں تو صنفِ مخالف کی طرف اُن کا میلان بڑھ جاتا ہے، جذبات کو تحریک ملتی ہے جو بالآخر حرام کاری تک جا پہنچاتی ہے۔

فلم دیکھنے والے لاشعوری طور پر اُس طرزِ زندگی کی نقالی کرنا اور اسے اپنانا چاہتے ہیں جو فلموں میں دکھایا جاتا ہے۔ اختلاطِ مردوزن جو وہ فلموں میں دیکھتے ہیں، حقیقی زندگی میں بھی اُس کے لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔

یوں شیطان زین کس کر اُن پر سوار ہو جاتا ہے اور انھیں عشقِ حرام کے ذریعے سے بدکاری کے راستے پر چلانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دینے سے پہلے نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ﴾

''مومن مردوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔''[37]

حدیث میں آیا ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اُس کا زنا دیکھنا ہے۔[38]

عشقِ حرام سے تعلق کا ایک واسطہ بیہودہ گیت بھی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا»

''گیت زنا کا منتر ہے۔'' [39]

زنا کی قباحت کا اندازہ اس امر سے کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے شرک اور قتل جیسے بڑے جرائم کے ساتھ زنا کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اسے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور زنا نہیں کرتے۔'' [40]

زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾

''اور جو ایسا کرے گا وہ گناہ کی سزا کا سامنا کرے گا۔ اس کے لیے روزِ قیامت عذاب کو دگنا کیا جائے گا اور وہ اُس میں ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا، مگر جس نے توبہ کی۔'' [41]

کتنی ہی نوجوان لڑکیاں عشقِ حرام کے جھمیلوں میں پڑ کر جوانیاں لٹا چکیں،

خاندان کی ناموس میں بٹا لگوایا اور بالآخر خودکشی کر کے حرام موت مریں۔

ایسے نوجوانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں جنھوں نے عشقِ حرام کے چکروں میں پڑ کے وقت ضائع کیا اور زندگی کے قیمتی لمحے برباد کیے۔

یہ فتنوں کا دور ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ کا بھی دور ہے۔ ذرائع ابلاغ لوگوں پر بے حد اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی باگ ڈور زیادہ تر اُن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو دنیا میں فحاشی اور عریانی کو عام کرنا چاہتے ہیں۔

فتنوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ غیر محرم خواتین کو نظر بھر کے نہ دیکھے اور نظریں نیچی رکھے۔ نوجوان جتنی جلدی ممکن ہو، شادی کر لیا کریں۔ شادی بے راہ روی سے بچنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ فارغ وقت کو کسی مفید کام میں صرف کرنا چاہیے۔ حد سے بڑھی ہوئی نازک مزاجی اور آسودہ حالی بھی انسان کو گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔

ایک صاحب نے بتایا کہ میرا ایک چچا زاد پڑوسی ملک میں رہتا تھا۔ پڑوسی ملک میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں، بے پردگی عام ہے۔ میرا چچازاد ایک دولت مند آدمی ہے۔ اُس کی ایک بیٹی یونیورسٹی کے مرحلے میں پہنچی تو والد سے کہا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجھے کار چاہیے۔ والد کو بیٹی کے مطالبے پر غصہ آیا۔ اُس نے کہا کہ کار برائی کی کنجی ہے۔ اوباش تمھیں اکیلا دیکھ کر تنگ کریں گے۔ سڑکوں پر، پٹرول پمپ پر اور ٹریفک پولیس کے دفاتر میں تمھیں مردوں سے واسطہ پڑے گا۔ تمھیں یونیورسٹی سے لانے اور لے جانے کی ذمہ داری میری اور تمھارے بھائیوں کی ہے۔ اور ہم یہ ذمہ داری پوری جاں فشانی سے نبھا رہے ہیں۔

لڑکی نے اصرار کیا۔ روئی پیٹی۔ باپ مجبور ہو گیا اور کار خرید دی۔ لڑکی کار پر یونیورسٹی آنے جانے لگی۔ یونیورسٹی کا ایک سال پورا ہوا اور چھٹیاں ہوئیں تو لڑکی نے والد سے کہا کہ میں یہ چھٹیاں اپنی سہیلیوں کے ساتھ برطانیہ میں گزارنا چاہتی ہوں۔ ہم وہاں انگریزی زبان کا کورس کریں گے۔

والد نے سختی سے انکار کر دیا:

''ارے! برطانیہ میں؟ نہیں، نہیں، کوئی ضرورت نہیں۔ آرام سے گھر بیٹھو۔''

لڑکی لاڈلی تھی۔ اس بار بھی مصر ہوئی۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی۔

آخر باپ کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا سکتی ہو۔ لیکن میں یا تمھارا بھائی تمھارے ساتھ جائیں گے۔''

''مجھے اپنے آپ پر اعتماد ہے۔'' لڑکی غصے میں چلائی۔ ''کسی کو میرے ساتھ

بھیجنے کی ضرورت نہیں۔''

''نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی تمھارے ساتھ ضرور جائے گا۔'' باپ نے اٹل لہجے میں کہا۔ لڑکی کو پتہ تھا کہ یہ مشکل کیسے حل کرنی ہے۔ وہ زارو قطار روئی۔ اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا۔ بھوک ہڑتال کر دی۔ آخر والد کا دل پسیج گیا۔

''ٹھیک ہے۔ چلی جاؤ برطانیہ۔''

لڑکی نے تیاری شروع کر دی۔ والد بہت متفکر ہوا کہ لڑکی کے مطالبات دن پر دن بڑھتے جاتے ہیں۔ آخر اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد وہ ایک نتیجے پر پہنچ گیا۔ اُس نے ٹیلی فون اٹھایا اور ایک عزیز کا نمبر ملایا۔

''یار! ہمارا ایک چچا زاد صحرا میں رہتا ہے۔ یاد ہے تمھیں؟''

''ہاں، ہاں! مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ وہ آج بھی صحرا میں رہائش پذیر ہے۔ بکریاں چراتا ہے۔ اُس کے پاس اونٹ بھی ہیں۔ گھی اور پنیر کی تجارت کرتا ہے۔''

''یار! اُس کی شادی ہو گئی؟''

''ارے نہیں۔ اُس سے کون کرے گا شادی؟ بدو ہے۔ صحرا میں بیٹھا ہے۔ خانہ بدوش ہے بیچارہ۔ صحرا میں گھومتا رہتا ہے۔ آج یہاں کل وہاں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

''اچھا، میں دو روز کے بعد مکہ آ رہا ہوں۔ تمھارے ہاں ٹھہروں گا۔ دوپہر کا کھانا وہیں کھاؤں گا۔ تم اسے بلا بھیجو۔ میں اس سے ملوں گا۔''

''اچھا، چلو ٹھیک ہے۔ دو روز کے بعد میں تم لوگوں کا منتظر رہوں گا۔''

والد نے بیٹی سے کہا: ''ہم سب عمرے کے لیے جا رہے ہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ جدہ کے ہوائی اڈے سے تمھیں برطانیہ کی سیٹ کرادوں گا۔''

دو روز کے بعد سامان باندھا گیا اور خاندان کا خاندان سفر پر روانہ ہو گیا۔ آدھا سفر طے ہوا تو والد نے گاڑی کا رخ دوست کے گھر کی طرف موڑ دیا اور اہلِ خانہ سے کہا کہ ہم وہاں کچھ دیر آرام کریں گے اور کھانا وانا کھائیں گے۔ دوست کے ہاں پہنچے۔ خواتین زنانے میں چلی گئیں اور مرد مردانے میں۔ والد اُس چچا زاد سے ملے جو بدو تھا اور اونٹ بکریاں چراتا تھا۔ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ باتوں کے دوران میں والد نے اسے بیٹی کا رشتہ دینے کی پیش کش کی۔ بدوی کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ اُس نے فوراً ہاں کر دی۔ نکاح خواں کو بلایا گیا اور اللہ کا نام لے کر نکاح کر دیا گیا۔

لڑکی کے والد باہر آئے اور بیٹی، یعنی دلہن کا سامان اُس کے شوہر کی گاڑی میں منتقل کر دیا۔ اہل خانہ کو آواز دی۔ سب باہر آ گئے۔ نازک اندام لڑکی بھی کپڑوں سے گرد جھاڑتی، گندگی اور مکھیوں کی کثرت پر ناک بھوں چڑھاتی باہر آئی۔ گاڑی میں سوار ہوئی تو والد نے شادی کی خوشخبری دی۔ لڑکی سمجھی کہ مذاق کر رہے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ابھی تو اس کی پڑھنے کی عمر ہے اور وہ پڑھائی کے لیے برطانیہ جانے والی ہے۔

لیکن شادی تو ہو چکی تھی۔ لڑکی کے والد نے سپاٹ لہجے میں حکم دیا کہ اترو اور اپنے شوہر کے ساتھ اُس گاڑی میں سوار ہو جاؤ۔ لڑکی کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ روئی، چلائی اور ماں سے چمٹ گئی۔ والد نے اُس کے شوہر سے کہا: بھئی! تمھاری دلہن تمھارے پاس آنے سے شرما رہی ہے۔ تم خود ہی ذرا تکلیف کر لو۔''

بدو خوشی خوشی آگے بڑھا۔ گاڑی کا دروازہ کھولا۔ لڑکی کو اٹھایا، اپنی گاڑی میں بٹھایا اور یہ جا وہ جا۔ بدو کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ لڑکی شوہر کے خیمے میں پہنچی۔ والد نے لڑکی کی والدہ کو سمجھایا بجھایا، حوصلہ دیا اور یہ خاندان اپنے شہر لوٹ آیا۔

ایک ہفتہ گزرا۔ لڑکی کے والد نے اپنے دوست سے رابطہ کیا اور دُولھا دلہن کے متعلق پوچھا۔

دوست نے بتایا کہ میں نے دو روز پہلے انھیں بازار میں دیکھا تھا۔ وہ دونوں خیریت سے ہیں۔

دن پر دن گزرتے رہے۔ لڑکی کا والد گاہے گاہے دولھا دلہن کی خیریت دریافت کر لیتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سال بھر گزر گیا۔ ایک روز دوست نے لڑکی کے والد کو خوشخبری دی کہ تمھاری لڑکی کے بیٹا ہوا ہے۔ چند مہینوں کے بعد یہ خاندان بیٹی سے ملنے گیا۔ وہ دوست کے گھر پہنچے۔ اسے ساتھ لیا اور گاڑی میں بیٹھ، صحرا میں پہنچے۔ داماد کا خیمہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک خیمے کے قریب سے گزرے۔ خیمے کے دروازے پر ایک عورت بچہ گود میں لیے بیٹھی تھی۔ ذرا قریب جا کر دیکھا تو وہ اُن کی بیٹی تھی۔ بیٹی نے انھیں خوش آمدید کہا اور شوہر کو آواز دی۔ وہ آیا اور سسرال والوں کی مہمان نوازی کی۔

یوں لڑکی کی اُس بدو سے شادی اُس کے یونیورسٹی میں پڑھنے اور برطانیہ جا کر آوارہ گردی کرنے سے بہتر ثابت ہوئی۔

یاد رہے کہ لڑکی کی رضا مندی کے بغیر اُس کی شادی کرنی جائز نہیں۔ اس کے باوجود یہ واقعہ میں نے اس لیے بیان کیا ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی فارغ البالی اور مرفہ الحالی کے برے نتائج قارئین کے سامنے آئیں اور انھیں پتہ چلے کہ نوجوان نسل کو کھلی چھٹی دینے سے اُن کی شخصیت اور کردار پر کیا کیا برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ایک بات اور ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کسی نوجوان لڑکے یا لڑکی کے دل میں بٹھا دیتا ہے کہ وہ بہت خوبصورت اور جاذبِ نظر ہے۔ صنفِ مخالف اسے پسندیدگی اور چاہت کی نظروں سے دیکھتی ہے، چنانچہ وہ نوجوان لڑکا یا لڑکی سمجھتے ہیں کہ وہ جب بھی باہر نکلیں، ہر ایک کا مرکز نگاہ ہوتے ہیں۔ ہر کسی کی نظر التفات اُن کی جانب اٹھتی ہے۔ اب یہ نوجوان لڑکا یا لڑکی خوب بن ٹھن کر اور

سنگار کر کے باہر نکلتے ہیں اور اپنے حسن کی گویا نمائش کرتے پھرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں کے جذبات سے کھیلنے والے انھیں آ لیتے ہیں اور کام نکال کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ سادہ لوح لڑکے یا لڑکی کو پتہ اس وقت چلتا ہے جب اُن سے ہاتھ ہو چکتا ہے۔

ع آپ سوتے رہ جائیں اور بات ہو جائے

ایک صاحب نے جو دعوت و تبلیغ کے میدان میں سرگرم عمل ہیں، مجھے بتایا کہ میں ایک مسجد میں تقریر کر کے باہر نکلا تو ایک نوجوان گاڑی کے پاس میرا انتظار کر رہا تھا۔ کمزور جسم، چہرے پر ہوائیاں اڑتی ہوئی، خراب حالت۔ میں اسے دیکھ کر گھبرایا۔

"جی فرمایئے۔"

"مولانا! میں نے توبہ کا ارادہ کیا ہے۔"

"کس بات سے توبہ کرنی ہے آپ کو؟"

"میں لڑکیوں سے عشق لڑاتا ہوں۔"

"اوہ، اچھا!" میں خاموش ہو گیا۔

میں نے اُس کی حوصلہ افزائی کی۔

"جی ہاں، بالکل، آپ کو ضرور توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو توبہ کی توفیق دی۔"

"لیکن۔" وہ بولا۔ "ایک رکاوٹ ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"کون سی رکاوٹ؟" میں نے فوراً پوچھا۔

"میں بازار سے گزرتا ہوں تو لڑکیاں مجھے چھیڑتی ہیں۔ وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔"

اس نے جواب دیا۔

غور کیجیے شیطان نے اس نوجوان کو کس طرح دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔

تعجب ہے کہ شیطان ایک مسلمان کو محض ایک نظر یا ایک بات کے ذریعے سے بھٹکا دیتا ہے۔ مسلمان تو یہ جانتا ہے کہ بھٹکتی نگاہوں پر ہی نہیں، دل میں آنے والے خیالات پر بھی اُس کا احتساب ہوگا۔

اہل جنت کی یہ بڑی نمایاں صفت ہے کہ وہ شہوانی خواہشات کی تکمیل سے گریزاں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزِ قیامت اہلِ جنت کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا جائے گا:

﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝﴾

"تم پر سلامتی ہو، اس کی بدولت کہ تم نے صبر کیا تو دار (آخرت) کا انجام بڑا اچھا ہے۔"[42]

اور اہلِ دوزخ پر مایوس کن الفاظ کے تازیانے یوں برسائے جائیں گے:

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾

"تم اپنی عمدہ چیزیں اپنی دنیا کی زندگی ہی میں لے گئے اور آج تمھیں

ذلت کے عذاب کی صورت میں بدلہ دیا جائے گا۔"[43]

ساتویں وصیت

اپنے اندر دینی علوم کی تحصیل کا شوق پیدا کیجیے۔ دین کا علم حاصل کرنا بڑی عبادت ہے۔ علم دینی انبیائے کرام کا ورثہ ہے۔ انبیائے کرام عمر بھر دین کی تعلیم دیتے رہے۔ یوں دین کا علم سیکھنا اور سکھانا بڑا معزز پیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علم دینی کے بلند مرتبے ہی کی وجہ سے اپنے نبی کو حکم دیا کہ علم میں اضافے کی دعا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو علم دینی کے سوا اور کسی شے کے متعلق حکم نہیں دیا کہ اس میں اضافے کی دعا کرو۔

آج لوگ علم دینی سے بے بہرہ ہونے کی پاداش میں جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے مجھ سے پوچھا کہ نفل نماز کے لیے بھی وضو کرنا ضروری ہے۔

مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ یوں لگا جیسے میں سوال سمجھ نہیں پایا۔ دوبارہ سوال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرنے کو کہا۔ اس نے سوال دہرایا۔

میں نے جواب دیا کہ یقیناً آپ کو وضو کرنا ہوگا۔

''آپ کو اس کے متعلق کوئی شبہ ہے؟'' میں نے دریافت کیا۔

بولا: ''نفل نماز تو رضا کارانہ طور پر ادا کی جاتی ہے، پھر اس کے لیے وضو کیوں کیا جائے؟!''

تبلیغ دین کے شعبے سے وابستہ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے ایک مسجد میں طہارت کے احکام بیان کیے۔ باہر نکلا تو ایک نوجوان نے مجھے روکا۔ معلوم ہوا کہ یونیورسٹی کا طالب علم ہے۔

بولا: ''مولانا! جس آدمی کو سوتے میں احتلام ہو جائے کیا اسے غسل کرنا پڑے گا؟''

''بالکل۔'' میں نے بلا تردد جواب دیا۔ ''غسل کرنا پڑے گا۔''

کہنے لگا: ''اسے نماز والا وضو کرنا پڑے گا یا پورا غسل؟''

میں نے کہا: ''اسے پورا جسم تر کر کے غسل کرنا پڑے گا۔ ایسا نہ کیا تو طہارت حاصل نہیں ہوگی۔ اس حالت میں نماز بھی نہیں ہوگی۔

کہنے لگا: ''کئی سال ہو گئے۔ مجھے جنابت ہوتی ہے تو وضو پر اکتفا کرتا ہوں۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ اس حالت میں غسل کرنا پڑتا ہے۔''

ایسے سوالوں پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، علم کی کمی اور جہالت کا دور ہے۔

خود رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ قربِ قیامت میں علم کم ہو جائے گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جہالت عام ہوگی۔فرمایا:

« إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ »

''یقیناً قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی۔''[44]

ایک اور موقع پر فرمایا:

« إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ»

''قیامت سے پہلے کچھ دن ایسے ہوں گے جن میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت نازل ہوگی۔''[45]

آج ہماری محفلوں کی حالت کیا ہے۔ بے فائدہ باتیں، غیبتیں، چغلیاں اور جھوٹے لطیفے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگ کہیں دیر تک بیٹھے رہے اور اللہ کا ذکر کیے بغیر اور اُس کے نبی پر درود بھیجے بغیر محفل سے اُٹھ آئے، اللہ تعالیٰ کو انھیں سزا دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اب وہ چاہے تو انھیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔''[46]

بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن صفوان جو ایک صاحبِ ذوق ادیب اور بڑے فصیح و بلیغ آدمی تھے، اُن کی مجالس میں علم و ادب اور تاریخ و حکایات کے موتی

بکھیرے جاتے تھے۔ ایک روز ایک آدمی اُن سے کہنے لگا:

''امیر صاحب! یہ کیا آپ ہر وقت تاریخی قصے کہانیاں اور شعر سناتے رہتے ہیں۔ میں تو اکتا جاتا ہوں اور مجھے نیند آنے لگتی ہے۔''

خالد بن صفوان نے جواب دیا:

''میرے بھائی! دراصل تم انسان کی شکل میں ایک گدھے ہو۔ جبھی مفید باتوں سے تمھیں نیند آنے لگتی ہے۔''

ابراہیم تیمی کا کہنا ہے کہ میں امام ابو یوسف کی عیادت کو گیا۔ آپ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ غشی طاری تھی۔ ہوش میں آئے تو مجھ سے کہنے لگے:

''ابراہیم! حاجی کے لیے جمرات کو کنکر مارنا کس طرح افضل ہے۔ پیدل یا سوار ہو کر؟''

میں نے جواب دیا: ''سوار ہو کر۔''

بولے: ''نہیں۔''

میں نے کہا: ''تو پھر پیدل۔''

بولے: ''نہیں۔''

میں نے عرض کیا: ''پھر آپ بتائیے۔''

فرمایا: ''جس جمرے کے پاس ٹھہر کر دعا کی جاتی ہے اسے پیدل کنکر مارنا افضل ہے۔

اور جس کے پاس ٹھہر کر دعا نہیں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جاتی اسے سوار ہو کر کنکر مارنا افضل ہے۔''

میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپ کے علم سے بہرہ یاب کرے اور آپ کو جزائے خیر دے۔''

ابھی دروازے پر پہنچا تھا کہ رونے کی آواز آئی۔ امام ابو یوسف وفات پا چکے تھے۔''

فقیہ والجی کا بیان ہے کہ میں ابو ریحان البیرونی کی عیادت کو گیا۔ اُن پر نزع کا عالم طاری تھا۔ جان نکل رہی تھی۔ اس نازک حالت میں انھیں میراث کا ایک مسئلہ یاد آ گیا جو میں نے اُن سے بیان کیا تھا۔

بولے: ''آپ نے مجھے ایک روز نانی کا حصہ کیا بتایا تھا؟''

میں نے کہا: ''کیا اس حالت میں آپ کو یہ بات یاد آ رہی ہے؟''

کہنے لگے: ''ہاں۔

یہ مسئلہ جانتے ہوئے دنیا سے رخصت ہونا زیادہ بہتر ہے۔''

بہر حال میں نے مسئلہ دہرایا۔ انھوں نے یاد کر لیا۔ میں عیادت کر کے باہر آ گیا۔ ابھی گلی میں تھا کہ چیخوں کی آواز آئی۔ ابو ریحان وفات پا چکے تھے۔''

اس لیے کوشش کیجیے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بے مقصد ضائع نہ ہو۔ فارغ وقت میں کسی مفید کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ قرآنِ مجید کی تفسیر پڑھیے۔ احادیث سیکھیے۔ جنت میں داخل ہونے کا ایک راستہ طلبِ علم دینی بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی علم کی تلاش میں کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں

جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور ایک دوسرے کو سنائیں اُن پر سکینت نازل ہوتی اور رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے انھیں (اپنے پروں سے) ڈھانپ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی محفل میں اُن کا ذکر کرتا ہے۔ اور جسے اُس کا عمل پیچھے رکھے اسے اس کا حسب ونسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔'' [47]

آٹھویں وصیت

ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ ایک نوجوان صحابی تھے۔ مدینہ میں اُن کی شادی ہو چکی تھی۔ شیطان نے ایک روز اُن کے وسوسہ ڈالا اور ایک انصاری کی لونڈی کے متعلق بہکایا۔ وہ اسے لیے تنہائی میں گئے۔ شیطان تیسرا تھا۔ وہ اُن دونوں کو ایک دوسرے کے لیے خوبصورت سے خوبصورت تر بناتا رہا حتیٰ کہ ماعز لونڈی سے زنا کر بیٹھے۔

شیطان نے کام نکالا اور چلا گیا۔ اب ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی۔ اللہ کے عذاب سے ڈر آیا۔ گناہ نے دل کو جلایا۔ غلطی کے احساس نے تڑپایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طبیب دل کی طرف آئے۔ روئے اور چلائے۔

''اے اللہ کے رسول! راندۂ درگاہ سے زنا ہوگیا۔ پاک کر دیجیے۔''

نبی ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ یہ دوسری طرف سے آئے۔

''اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھا ہوں۔ پاک کر دیجیے۔''

فرمایا: ''تیرا ستیاناس! جا چلا جا۔ اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔''

ماعز لوٹ آئے۔ پر قرار کہاں۔ واپس ہوئے۔

''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے۔''

فرمایا: ''تیرا ستیاناس! جا چلا جا۔ اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔''

ماعز پھر لوٹ آئے۔ پھر واپس ہوئے۔

''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: میں تمھیں کس چیز سے پاک کروں، اس نے کہا: زنا سے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا:

''ارے تم پاگل تو نہیں؟''

اس نے کہا: نہیں۔''

''تم نے شراب تو نہیں پی رکھی؟'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔

ایک آدمی اُٹھا ماعز کا منہ سونگھا۔ شراب پینے کی بو نہیں آئی۔ رسول اللہ ﷺ ماعز کی طرف متوجہ ہوئے: ''جانتے ہو کہ زنا کیا ہوتا ہے؟''

بولے: ''ہاں۔ میں نے ایک عورت کے ساتھ حرام کاری کی جیسے ایک آدمی

اپنی عورت کے ساتھ حلال طریقے سے کام کرتا ہے۔''

فرمایا: ''اچھا تو تم کیا چاہتے ہو؟''

ماعز نے کہا: ''آپ مجھے پاک کر دیجیے۔''

''ٹھیک ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے رجم کا فرمان جاری کر دیا۔

ماعز کو رجم کر دیا گیا۔ لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھی اور انھیں دفنا دیا۔ رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ ادھر سے گزرے۔ دو آدمی باتیں کر رہے تھے۔''

اس کو دیکھو۔ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا۔ پر نفس نے اس کی جان نہ چھوڑی۔ دیکھو پتھر کھا کھا کر کتے کی موت مر گیا۔''

آپ خاموش رہے۔ ذرا آگے بڑھے۔ ایک گدھا مرا پڑا تھا۔ اُس کی لاش پھول گئی تھی۔ ٹانگیں اوپر کو اکڑی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ دونوں کہاں ہیں؟''

بولے: ''ہم یہاں ہیں اے اللہ کے رسول!''

فرمایا: ''اترو اور اس مردار گدھے کو کھاؤ۔''

بولے: ''اے اللہ کے نبی! اللہ آپ کو معاف کرے۔ بھلا اسے کون کھا سکتا ہے؟''

فرمایا: ''ابھی تم دونوں نے اپنے بھائی کی عزت پر جو کیچڑ اچھالی ہے وہ اس مردار کے کھانے سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ اُس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ پوری ایک امت میں تقسیم کر دی جائے تو ان سب کے لیے کافی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔'' [48]

ہماری ان باتوں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو لازماً حد کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ گناہ سے قلبی لگاؤ اس حد تک نہیں ہو جانا چاہیے کہ توبہ کا خیال بھی نہ گزرے۔

رسول اللہ ﷺ نے دل پر گناہوں کے تدریجی اثرات کے متعلق فرمایا:

''دلوں پر فتنے ڈالے جاتے ہیں جیسے چٹائی کو تنکا تنکا کر کے جوڑا جاتا ہے۔ جو دل فتنے کو جذب یا قبول کر لیتا ہے اس پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور جو دل فتنے کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے اس پر ایک سفید نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ اب دلوں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

پہلی قسم کے دل پھسلنے پتھر کی طرح صاف ہوتے ہیں۔ جب تک زمین و آسمان باقی ہیں ایسے دلوں کو کوئی فتنہ گزند نہیں پہنچائے گا۔

دوسری قسم کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں، سیاہی مائل خاکستری سے۔ بالکل ایسے جیسے کوزہ اوندھا پڑا ہو (جس میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی) ایسا دل اچھائی کو اچھائی نہیں جانتا اور نہ برائی کو برائی، سوائے اُن پسندیدہ باتوں اور خواہشوں کے جو اُس میں جذب ہو چکی ہوں۔'' [49]

دل کو ایسا بنا لیجیے کہ انجانے میں گناہ کر بیٹھے تو کانپ اٹھے اور توبہ کے لیے بے تاب ہو جائے، چھوٹے گناہوں کو معمولی نہ جانیے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ آدمی کو برباد کر دیتے ہیں۔

اہلِ ایمان کا شیوہ ہے کہ انھیں جب بھی نصیحت کی جاتی ہے وہ نصیحت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔

امام عبداللہ بن مسلمہ قعنبی بہت بڑے عالم اور محدث گزرے ہیں۔ جوانی میں خوب نبیذ پیا کرتے اور اوباشوں کی صحبت میں رہتے تھے۔ ایک روز دوستوں کو بادہ خواری کی دعوت دی اور گھر پر بلایا۔ دروازے پر بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ زمانے کے محدث امام شعبہ رحمہ اللہ ادھر سے گزرے۔ لوگوں کی بڑی تعداد امام کے ہمراہ تھی۔ قعنبی یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ اس آدمی کے ساتھ اتنے لوگ کیسے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے۔

جواب ملا امام شعبہ بن حجاج۔ قعنبی نے مذاق کیا: ''یہ شعبہ کیا چیز ہے؟''

بتایا گیا: ''بہت بڑے عالم اور محدث ہیں۔''

قعنبی نے ''محدث'' کا لفظ سنا تو اٹھے اور شعبہ سے کہنے لگے: ''اچھا تو تم محدث ہو۔ مجھ سے حدیث بیان کرو۔''

لہجے میں طنز کی کاٹ تھی۔ شعبہ نے تحمل سے بات سنی اور کہا: ''تم اصحابِ حدیث میں سے نہیں ہو کہ تم سے حدیث بیان کروں۔''

قعنبی کو طیش آ گیا۔ خنجر نکالا اور بولے: ''حدیث بیان کرتے ہو یا اتار دوں یہ خنجر؟''

اس پر شعبہ نے کہا: ''ہم سے یہ حدیث منصور نے بیان کی، اُن سے ربعی نے اور ربعی سے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے سو کر۔'' [50]

قعنبی نے یہ حدیث سنی۔ دل میں بیٹھ گئی۔ انھیں یاد آیا کہ عرصۂ دراز ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں اللہ کے خلاف برسرِ پیکار ہوں۔ خنجر پھینک دیا۔ گھر لوٹ آئے۔ جتنی شراب پڑی تھی، بہا دی۔ والدہ سے اجازت لی اور مدینہ پہنچ گئے۔ امام مالک کی مصاحبت اختیار کی[51] علم حاصل کرتے رہے اور اپنے دور کے بڑے محدث کہلائے۔ دیکھیے قعنبی کی ہدایت کا سبب کیا بنا۔ ایک چھچھلتی ہوئی سبق آموز بات۔ لیکن دل زندہ تھا، اس لیے اثر کر گئی۔

نویں وصیت

میں آپ کو ایک بڑی عبادت کے متعلق بتاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ ہر لحظہ اس عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر حال میں یہ عبادت کرتے رہنے کا حکم دیا ہے۔ بڑی آسان عبادت ہے۔

چھوٹے بڑے، امیر و غریب، مرد و عورت، عالم و جاہل اور فارغ و مصروف سب یہ عبادت کر سکتے ہیں۔ یہ عبادت ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابۂ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’کیا میں تمھیں بہترین عمل کے متعلق نہ بتاؤں جو تمھارے رب کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ تمام اعمال سے بڑھ کر تمھاری بلندی درجات کا باعث ہے۔ تمھارے لیے وہ عمل سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے کہ دشمن سے تمھارا سامنا ہو، تم اُن کی گردنیں مارو اور وہ تمھاری گردنیں ماریں؟‘‘

صحابۂ کرام نے عرض کیا:

’’ضرور بتائیے۔‘‘

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر۔‘‘[52]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا:

’’ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی بات اور کوئی نہیں۔‘‘

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دن میں بارہ ہزار سے زائد تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔[53] کہتے تھے میں ان کے ذریعے سے اپنے کو آگ سے بچانے کی سعی کرتا ہوں۔

فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو آدمی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے، اُس کے اور جنت کے درمیان موت کے سوا کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔‘‘[54]

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تم میں سے جو کوئی اچھی طرح وضو کرے، پھر یہ کہے:

«أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

’’میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں شہادت (گواہی) دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے، جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''[55]

اس لیے ہر گھڑی اللہ کا ذکر کیجیے۔ نماز روزے میں سستی ہو جاتی ہے۔ نماز روزے کی کوتاہی کا ازالہ اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں سستی نہ کیجیے۔

پھر اللہ کا ذکر کرنے میں کوئی محنت درکار نہیں۔ کوئی خاص اہتمام نہیں کرنا پڑتا۔ آپ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں۔

دسویں وصیت

''آپ کے یہاں علمِ دینی کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟''

ایک اہم سوال۔

میرا مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ رخصتوں اور آسانیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جو مفتی اُنھیں من مانا فتویٰ دے، اس سے بہت خوش ہوتے اور کہتے ہیں کہ ہاں یہی ہے اصلی عالم۔ اسے کہتے ہیں حالاتِ حاضرہ کا پورا اور درست ادراک۔ یہ آدمی عالم اسلام کے مخدوش حالات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ بھلے مفتی کا فتویٰ کتاب و سنت کے خلاف ہو لیکن لوگ من مانا فتویٰ پا کر ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔

بھلے مفتی نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہو، شرعی دلائل کے سمجھنے یا اُن کے تطبیق دینے میں تساہل برتا ہو، آسانیاں تلاش کرنے کی بے جا کوشش کی ہو، یا ضعیف

اقوال کا سہارا لیا ہو لیکن لوگوں کو تو فتویٰ چاہیے، چاہے جیسا بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت کو یہ نہیں پوچھنا کہ فلاں مولانا کی بات کیوں نہ مانی اور فلاں کی کیوں مانی۔ اُس نے تو بس ایک سوال کرنا ہے کہ میری کتاب اور میرے نبی کی سنت پر عمل کیوں نہ کیا۔

میں اپنا سوال دہراتا ہوں:

''آپ کے یہاں علمِ دینی کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟''

کیا ہر وہ صاحب جبہ و دستار مفتی ہو گا جو ٹی وی پر آ کر الحمد للہ سے بات شروع کرے اور واللہ اعلم پر ختم کرے؟ کیا ہر کہہ ومہ علم دینی کے حصول کا ذریعہ بن سکتا ہے؟

کسی بھی فتوے کے متعلق صحیح معیار یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ ایک صاحب نے جو واعظ خوش بیاں ہیں، مجھے بتایا کہ میں نے ایک مسجد میں تقریر کی۔ تقریر کے بعد ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا:

''آپ اختلاطِ مرد و زن کے مسئلے میں اس قدر سختی کیوں برت رہے ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فلاں ٹی وی چینل پر فلاں مولانا صاحب تو کہہ رہے تھے کہ نیت درست ہو تو شادی بیاہ کی تقریبات میں اختلاطِ مرد و زن جائز ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ مرد وزن ایک دوسرے کو شہوت انگیز نظروں سے نہ دیکھیں۔

ایک اور جگہ تقریر کے بعد ایک صاحب آئے اور کہنے لگے:

''مولانا! سود کا کیا حکم ہے؟''

''سود ہر صورت میں حرام ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

''لیکن فلاں ٹی وی چینل پر فلاں مولانا تو کہہ رہے تھے کہ یہ عصر حاضر کا تقاضا ہے، اس لیے یہ ضروری ہے اور سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں۔''

اس نے کہا:

ایک روز ایک صاحب نے آلاتِ موسیقی کے متعلق فتویٰ پوچھا۔

میرا جواب سن کر کہنے لگے:

''فلاں مولانا تو آلاتِ موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں۔''

اس لیے دین کو کھلونا نہ بنائیے۔ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے سے دین کے مسائل نہ پوچھتے پھریے، نہ ہر مولانا کی بات پر یقین کیجیے۔

قیامت کو سوال آپ سے ہوگا۔ مولانا صاحب آپ کے ذمے دار نہیں ہوں گے۔

گمراہ کن اماموں کے پیروکار بننے سے بچیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

''مجھے اپنی امت کے متعلق صرف گمراہ کن اماموں کا خوف ہے۔''[56]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

غرضکہ دین کو کھلونا سمجھنے والے مفتیوں کی باتیں صرف جاہلوں پر اثر کرتی ہیں۔ عقل مند آدمی ہر چمکتی چیز کو سونا نہیں سمجھتا۔

غیاث بن ابراہیم[57] دکھاوے کا عالم تھا۔ دیکھنے میں اچھا خاصا وجیہہ تھا۔ زبان کا بھی چلتر تھا۔ لوگ اُس کی باتوں پر سر دھنتے تھے۔ جو وہ کہتا بے چون و چرا سچ مانتے تھے۔

ایک آدمی نے اسے کوئی ایسا کام کرتے دیکھا جو علماء کے شایانِ شان نہیں ہوتا تو کہا: ''تمھیں لوگوں سے شرم نہیں آتی؟''

بولا: ''لوگ کہاں ہیں؟''

آدمی نے جواب دیا:

''یہی جو تمھارے اِردگرد جمع ہو جاتے ہیں، تمھاری باتیں سنتے ہیں، یہ لوگ ہی تو ہیں۔''

''ارے۔'' غیاث نے کہا۔ ''تم انھیں لوگ کہتے ہو؟ اونہوں۔ یہ تو گائیں ہیں۔ جاننا چاہتے ہو کیوں؟ آؤ میرے ساتھ۔''

مجلس میں گیا۔ لوگ جمع تھے۔ جنت کے متعلق بیان کرنے لگا۔ لوگ خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ اُس نے دیکھا کہ تقریر لوگوں کو بہت متاثر کرنے لگی ہے۔ ایک حدیث گھڑی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو آدمی زبان کی نوک سے ناک کی نوک کو چھو سکتا ہے، جنت میں داخل ہوگا۔''

اتنا کہنا تھا کہ لوگوں نے زبانیں نکالیں اور اُن سے ناک کو چھونے کی کوشش

کرنے لگے۔ عجیب مضحکہ خیز صورت حال پیدا ہوگئی۔ غیاث اسی آدمی کی طرف متوجہ ہوا۔

''دیکھا! میں نے کہا تھا نا کہ یہ گائیں ہیں۔''

ایک اور آدمی جو کثرتِ مطالعہ کا دعویدار تھا، ہر سوال کا جواب دیتا تھا۔ اُس نے کبھی کسی سوال کے جواب میں یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے معلوم نہیں۔ کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہوتا تو بڑے آرام سے جواب گھڑ لیتا اور پورے اعتماد سے مدلل جواب دیتا۔ لوگ اُس کے علم کی گہرائی سے حیران تھے۔ ایک روز چند سمجھ دار افراد نے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا یا تو یہ آدمی یگانۂ روزگار ہے یا ہماری جہالت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ انھوں نے اُس کا امتحان لینے کی ٹھانی اور ایک چھ حرفی لفظ خنفشار گھڑا۔

پھر اُس آدمی کے پاس گئے اور کہا: ''حضرت مولانا! ایک مسئلہ درپیش ہے۔ براہِ کرم اُس کا حل بتا دیجیے۔''

حضرت مولانا بولے: ''اونہوں! میرے ہوتے ہوئے آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں جو ہوں۔ بولیے کیا مسئلہ ہے۔''

سائلین نے پوچھا: ''یہ خنفشار کیا چیز ہے؟''

حضرت مولانا نے بلا تردد ارشاد فرمایا:

''خنفشار ایک کڑوی بوٹی ہے جو جنوبی یمن میں پائی جاتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔ ناقہ یہ بوٹی کھا لے تو اُس کے تھنوں میں دودھ جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ساربان ناقہ کو بیچنا چاہتے ہیں تو یہ بوٹی استعمال کرتے ہیں۔ یوں دودھ ناقہ کے تھنوں میں جمع ہو جاتا ہے اور مشتری سمجھتا ہے کہ اونٹنی دودھیل ہے۔''

سائلین انگشت بدنداں تھے۔ حضرت مولانا نے تکیے پر ٹیک لگائی اور مزید کہا:

''عربوں کے یہاں خنفشار معروف ہے۔ انھوں نے اپنے اشعار میں خنفشار کا ذکر کیا ہے۔ یہی نہیں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی خنفشار کا تذکرہ کیا تھا۔

ایک شاعر نے محبوبہ کو مخاطب کر کے کہا:

لَقَدْ عَقَدَتْ مَحَبَّتُكُمْ فُؤَادِي
كَمَا عَقَدَ الْحَلِيبَ الْخُنْفُشَارُ

''آپ کی محبت نے میرے دل کو ایسے باندھ لیا ہے جیسے خنفشار دودھ کو باندھ لیتی ہے۔''

''یہ تو تھی شعر کی بات۔'' انھوں نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔''حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..........''

ابھی انھوں نے بات پوری نہ کی تھی کہ سائلین بول اٹھے:

''ارے بس کر۔ بس کر۔ کذاب! اللہ سے ڈر۔ تو نے بات بنا لی۔ شعر گھڑ لیا۔ اب حدیث گھڑنے چلا ہے؟ بس کر۔ بس کر۔''

لوگوں نے اسے اپنے علاقے سے بھگا دیا۔

مفتی کو دو اوصاف کا حامل ہونا چاہیے:

علم اور تقویٰ۔

علم کا مطلب ہے کتاب وسنت کی عبارتوں سے درست استدلال۔

تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ مفتی فتویٰ دیتے وقت یہ ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ سچی بات کہے، درست فتویٰ دے اور اس سلسلے میں کسی کے مال ودولت یا مقام ومرتبہ سے متاثر نہ ہو۔

آخری وصیت

یاد رکھیے کہ ہر آدمی کو اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔

جان لیجیے کہ یہ دنیا ایک سرائے ہے جہاں ذرا دیر ستانے کو ٹھہرا جاتا ہے۔

یہاں ہمیشہ کے لیے نہیں رہنا۔

اللہ تعالیٰ سے حسنِ خاتمہ کا سوال کرتے رہیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ اُن دنوں میں کینیڈا میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ وہ دن میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں ہسپتال کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں معمول کے راؤنڈ پر تھا۔ بیڈ نمبر 3 پر جو مریض تھا اُس کے نام نے میری توجہ مبذول کی۔ مریض کا نام تھا، محمد۔

میں نے مریض کے چہرے پر نظر ڈالی جو آلات میں چھپا ہوا تھا۔ وہ نوجوان تھا۔ لگ بھگ پچیس سال کی عمر تھی۔ اسے ایڈز تھی۔ دو روز پہلے اُس کے پھیپھڑوں میں شدید سوزش ہوئی تو اسے ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔

محمد کی حالت بے حد نازک تھی۔

میں اُس کے قریب گیا اور اسے مخاطب کیا:

''محمد!......محمد!''

اُس نے میری آواز سنی اور جواب میں غوں غاں کی۔ وہ بول نہ سکا۔ میں نے اُس کے گھر فون کیا۔ محمد کی والدہ نے فون سنا۔ اُس کی غیر فصیح عربی سن کر میں سمجھ گیا کہ ان کا تعلق لبنان سے ہے۔ پتہ چلا کہ محمد کا والد ایک بڑا تاجر ہے اور مٹھائی کی چند بڑی دکانوں کا مالک ہے۔ میں نے محمد کی والدہ کو صورت حال کی سنگینی سے آگاہ کیا۔

اتنے میں محمد پر نصب آلات نے خطرے کی گھنٹیاں بجانی شروع کر دیں۔ محمد کا فشارِ خون (Blood Pressure) خطرناک حد تک پست ہو چکا تھا۔ میں نے محمد کی والدہ سے کہا: ''آپ کو ابھی آنا ہو گا۔ صورت حال بہت نازک ہے؟''

وہ کہنے لگی: ''میں کام میں مصروف ہوں۔ چھٹی کے بعد آؤں گی۔''

''تب تک شاید وقت ہاتھ سے نکل جائے۔''

یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ تقریباً آدھ گھنٹے کے بعد نرس نے مجھے بتایا کہ محمد کی والدہ آئی ہے اور آپ سے ملنا چاہتی ہے۔

میں محمد کی والدہ سے ملا۔ ادھیڑ عمر کی عورت تھی۔ دیکھنے میں مسلمان نہیں لگتی تھی۔ بیٹے کی مخدوش حالت دیکھ کر رونے لگی۔

میں نے اسے تسلی دی اور کہا:

''اللہ سے رجوع کیجیے اور اپنے بیٹے کے لیے شفا مانگیے۔''

اُس نے حیران ہو کر دریافت کیا:

''کیا تم مسلمان ہو؟''

''الحمدللہ، میں مسلمان ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔

''ہم بھی مسلمان ہیں۔'' وہ بولی۔

''بہت خوب۔ تو پھر آپ محمد کے قریب کھڑی ہو جائیے اور قرآن پڑھ کر اس پر پھونکتی رہیے۔''

وہ ذرا ہچکچائی، پھر بری طرح رونے لگی۔ سرد آہ بھر کر بولی:

''قرآن! میں تو قرآن نہیں جانتی!!
مجھے تو قرآن کی ایک بھی آیت یاد نہیں!!!''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے حیران ہوکر پوچھا:

''تو آپ نماز کیسے پڑھتی ہیں؟!

کیا آپ کو سورۂ فاتحہ بھی نہیں آتی؟!!''

اُس نے آنسوؤں سے بھیگی آواز میں کہا: ''ہم تو جب سے اس ملک میں آئے ہیں، عید کے عید نماز پڑھتے ہیں۔''

میں نے محمد کے متعلق پوچھا کہ وہ اس حال میں کیسے پہنچا۔

کہنے لگی: ''محمد ٹھیک ٹھاک تھا۔ اُس لڑکی نے اِسے ایسا کر دیا ہے۔''

''کیا محمد نماز پڑھتا تھا؟''

''نہیں۔'' وہ بولی۔ ''البتہ اُس کی نیت تھی کہ آخر عمر میں حج کرے گا(!!)''

آلات سے ابھرنے والی آوازیں بتدریج بلند ہو رہی تھیں۔ میں محمد کے قریب گیا۔ اُس پر عالمِ نزع طاری تھا۔ آلات چیخ رہے تھے۔ محمد کی والدہ زاروقطار رو رہی تھی۔ نرسیں حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔ میں نے محمد کے کان میں کہا: ''لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ کہو۔'' جواب ندارد۔

''لا الٰہ الا اللہ کہو۔''

میری آواز سے اسے ہوش آ گیا۔ وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ بیچارہ تڑپ رہا تھا۔ آنسو بے تحاشا بہہ رہے تھے۔ چہرے پر تاریکی چھا رہی تھی۔

''لا الٰہ الا اللہ کہو۔''

''لا الٰہ الا اللہ کہو۔''

اُس نے شدتِ الم سے بمشکل کہا:

ہائے! ہائے! ہائے یہ درد! اس درد کا کچھ کرو!''

میں نے آنسو روکتے ہوئے التجا کی:

''لا الٰہ الا اللہ کہو۔''

اُس کے ہونٹ حرکت میں آئے۔ میں خوش ہوا کہ خدایا یہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے گا۔ لیکن وہ انگریزی میں چیخا:

"I Can,t ,I can't"

(میں نہیں کہہ سکتا۔ میں نہیں کہہ سکتا!)

میری گرل فرینڈ کہاں ہے؟ اسے بلاؤ۔ اسے بلاؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اتنے میں اُس کی نبض ڈوبنے لگی۔ اِدھر میرے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور روتے ہوئے کہا:

''خدا کے لیے، لا الٰہ الا اللہ کہہ دو۔''

"I Can,t ,I can't"

نبض دھیمی پڑی اور یکا یک رک گئی۔

نوجوان کا چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

والدہ دہاڑیں مار مار کر رونے لگی۔

میں یہ منظر برداشت نہ کر سکا۔ ڈاکٹری آداب بالائے طاق رکھتے ہوئے چیخ اٹھا:

''تم، تم ذمے دار ہو اس کے۔ تم اور تمھارا شوہر۔ تم نے امانت ضائع کر دی۔ اللہ نے تمھیں ضائع کر دیا۔ تم نے امانت ضائع کر دی۔ اللہ نے تمھیں ضائع کر دیا۔''

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝﴾

''کیا جو لوگ برے عمل کرتے ہیں انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔ بہت برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔''[58]

آخری بات

جنت کے راستے سے بھٹکانے والی سب سے بڑی شے ہے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟''

صحابۂ کرام نے عرض کیا: ''کیوں نہیں اے اللہ کے رسول!''

فرمایا: '' اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔''[59]

اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے، شرک معاف نہیں کرتا۔ شرک صرف پکی توبہ سے معاف ہوتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ﴾

''بے شک اللہ (یہ گناہ) نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''[60]

شرک کی ایک بھیانک صورت جو بیشتر اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے، قبر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پرستی ہے۔ گمراہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرے ہوئے ولی اُن کی ضروریات پوری کرتے، بگڑیاں بناتے اور مشکلات سے نجات دلاتے ہیں۔ وہ اُن سے مدد طلب کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾

''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔'' 61

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ﴾

''(کیا یہ بت بہتر ہیں) یا وہ (اللہ) جو مجبور ولاچار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے، اور وہ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے، اور وہ تمھیں زمین میں جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

بعض لوگ اٹھتے بیٹھتے غیر اللہ سے مدد کے طالب ہوتے اور شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یاعلی۔ یاحسین۔ یافلاں، یافلاں۔

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ﴾

''(اے مشرکو!) بے شک وہ لوگ، جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تمھی جیسے بندے ہیں (اچھا تو) جب تم ان کو پکارو تو انھیں تمھاری پکار کا جواب دینا چاہیے اگر تم سچے ہو۔" [62]

کچھ قبر پرست تو قبروں کا طواف کرتے، قبروں کو چومتے چاٹتے اور انھیں سجدہ کرتے ہیں۔ قبروں کے آگے بڑے بڑے خشوع وخضوع سے کھڑے رہتے ہیں۔

"بابا! میں بڑی دور سے بڑی آس لے کر آیا ہوں۔ مجھے خالی نہ لوٹانا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾

"اور اس سے زیادہ گمراہ کون شخص ہے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتا؟ جبکہ وہ ان کی پکار ہی سے غافل ہیں۔" [63]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ»

"جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارتا تھا، آگ میں جائے گا۔" [64]

جس مسجد کے صحن میں یا قبلے کی طرف قبر ہو اُس میں نماز پڑھنی جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»

"اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔" [65]

شرک ہی کی ایک صورت ہے، غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

«لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ»

''اللہ تعالیٰ اُس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے (جانور) ذبح کرتا ہے۔'' [66]

غیر اللہ کے لیے ذبیحہ دو طرح سے حرام ہے۔
ایک تو یہ کہ اسے غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔
دوسرے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔
ایسے ذبیحہ کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ غیر اللہ کے لیے منت ماننا بھی شرک ہے۔ شرک کی چند صورتیں بہت عام ہیں۔ جادو اور جوتش۔
جادو کبیرہ گناہ ہے۔ کفر تک پہنچاتا ہے بلکہ جادو کی ابتدا ہی کفر سے ہوتی ہے۔
جادو نفع نہیں دیتا، البتہ نقصان پہنچاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' [67]

جادوگر اکثر علمائے کرام کے نزدیک کافر ہے۔
جوتشی علمِ غیب کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔'' [68]

جوتشیوں کی اکثریت سادہ لوح عوام کو لوٹتی ہے۔ ان کی ایک بات سچی نکل آئے تو ننانوے باتیں جھوٹ نکلتی ہیں۔ لیکن گمراہ لوگ اسی ایک بات کو لے کر ایمان، وقت اور روپیہ برباد کرتے رہتے ہیں۔
جو آدمی جوتشیوں کے پاس غیب کی خبریں لینے جاتا ہے، اُس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ جوتشی کی بات کو سچا مانے تو پکا کافر ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جو کسی جوتشی کے ہاں گیا اور اُس کے کہے کو سچ جانا، اُس نے اُن باتوں کا انکار کیا جو محمد (ﷺ) پر نازل ہوئیں۔'' [69]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جو آدمی جوتشی کے پاس تجربے کے طور پر گیا لیکن اُس کی باتوں کو سچا نہ جانا وہ کافر تو نہیں، البتہ بڑے گناہ کا مرتکب ہے۔ اس صورت میں اُس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی جوتشی کے پاس آیا اور اُس سے کوئی بات پوچھی، چالیس راتوں تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' [70]

اخبارات و جرائد میں ''آپ کا ہفتہ کیسا رہے گا؟'' یا ''ستاروں کی گردش'' اور اس قبیل کے دیگر صفحات پڑھنا اور اُن کو سچ ماننا بھی کفر ہے۔ تفریحاً پڑھنا بھی گناہ ہے۔ شرکیہ باتوں کو تفریح کے طور پر پڑھنا بھی جائز نہیں۔ عین ممکن ہے کہ شیطان دل میں وسوسہ ڈال دے اور آدمی ان باتوں کا اعتقاد کر بیٹھے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک کی ایک صورت ہے۔ قسم کھانا ایک طرح کی تعظیم ہوتی ہے۔ تعظیم اللہ کے سوا کسی اور کی نہیں کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ»

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا۔''[71] جو آدمی بھولے سے غیر اللہ کی قسم کھا بیٹھے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہیے۔[72]

بدعات سے بھی بچنا چاہیے۔ میلاد النبی پر محفلیں منعقد کرنا، ستائیس رمضان کی رات مجلسیں جمانا اور شب معراج کو اجتماع کرنا یا رتجگا کرنا، یہ سب بدعات ہیں۔ ان سے بچنا ضروری ہے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ چند باتیں خیر خواہی کے جذبے سے لکھ دی ہیں۔ آپ کو اچھی لگیں تو میرے لیے دعا کر دیجیے گا۔

---

[1] مسند أحمد: 120/3 . [2] صحيح البخاري، حديث: 6541. [3] التوبة 46:9. [4] المعجم الكبير للطبراني: 143/11، حديث: 11243، والمستدرك للحاكم: 542/3، حديث: 6304. [5] النسآء 19:4. [6] صحيح البخاري ، حديث : 7280. [7] السجدة 15:32-17. [8] سنن أبي داود، حديث: 1416، وجامع الترمذي ، حديث : 453. [9] حسنه الألباني دون جملة الأخيرة إرواء الغليل: 200/2، وجامع الترمذي، حديث: 3549. [10] معجم الصحابة لابن قانع: 189/2. [11] مسند أحمد: 364/5. [12] المستدرك للحاكم: 160/2، والسنن الكبرٰى للبيهقي: 78/7. [13] صفة الصفوة: 282/3. [14] صحيح مسلم ، حديث: 489. [15] جامع الترمذي، حديث : 415. [16] صحيح مسلم، حديث :

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

2674. 17 صحيح البخاري ، حديث:3461. 18 الإصابة لا بن حجر: 298/7 ترجمة
أبو محجن روایت کی سند صحیح ہے۔ 19 البداية و النهاية:89,88/11. 20 سنن ابن ماجه ،
حديث :4008.راویت کی سند صحیح ہے۔ 21 صحيح مسلم، حديث: 49. 22 سنن أبي داود،
حديث :4345. روایت کی سند میں کلام ہے۔ 23 الذاريات 56:51. 24 طٰهٰ 124:20. 25 آل
عمران 151:3. 26 النحل 97:16. 27 يونس57,58:10. 28 الجاثية 21:45. 29 الأنعام
125:6. 30 الشوریٰ 30:42. 31 الشوریٰ 30:42. 32 ديوان أبي فراس الحمداني،
ص: 26. 33 القيامة23,22:75. 34 جامع الترمذي، حديث: 2390 . 35 الزخرف
67:43. 36 الفرقان25:27-29. 37 النور 30:24. 38 صحيح البخاري، حديث:
6612، وصحيح مسلم، حديث: 2657. 39 یہ فضیل بن عیاض کا قول ہے۔ شعب الإيمان
للبيهقي: 112/7، حديث:4755، وموسوعة الإمام ابن أبي الدنيا:284/5. 40 الفرقان
68:25. 41 الفرقان69,68:25. 42 الرعد 24:13. 43 الأحقاف 20:46. 44 صحيح
البخاري، حديث: 5231، وصحيح مسلم، حديث: 2671. 45 صحيح البخاري،
حديث:7064، و صحيح مسلم، حديث:2672. 46 جامع الترمذي، حديث:3380،
والمستدرك للحاكم:492/1. 47 صحيح مسلم، حديث:2699. 48 صحيح البخاري،
حديث: 6820، وصحيح مسلم، حديث: 1695، وسنن أبي داود، حديث: 4428،
والسنن الكبرٰى للنسائي: 275/4. 49 صحيح مسلم، حديث: 144. 50 صحيح
البخاري، حديث: 3484. 51 (سنده ضعيف) المنتظم لابن الجوزي: 248/16. 52
جامع الترمذي، حديث :3377، و سنن ابن ماجه ، حديث : 3790. 53 سيرأعلام
النبلاء: 610/2. 54 السنن الكبرٰى للنسائي:630/6، حديث:9928. البانی رحمہ اللہ نے اسے
صحیح کہا ہے، دیکھیے السلسلة الصحيحة: 661/2، حديث: 972. 55 صحيح مسلم ،
حديث: 234. 56 جامع الترمذي، حديث:2229. 57 غیاث بن ابراہیم کذاب تھا۔ حدیثیں
گھڑتا تھا۔ امام ابو حاتم نے کتاب مجروحین میں لکھا ہے کہ غیاث بن ابراہیم ثقہ محدثین کے حوالے سے
عجیب و غریب اور انوکھی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ 58 العنكبوت 4:29. 59 صحيح البخاري،
حديث: 2653. 60 النسآء 48:4. 61 بنی إسراء يل 23:17. 62 الأعراف 194:7.
63 الأحقاف 5:46. 64 صحيح البخاري ، حديث :4497. 65 صحيح البخاري ،
حديث : 1330. 66 صحيح مسلم ، حديث: 1978. 67 البقرة 101:2. 68 النمل
65:27. 69 مسند أحمد:249/2. 70 صحيح مسلم، حديث:2230. 71 مسند أحمد:
125/2. 72 صحيح البخاري، حديث:4860.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا آپ ملازمت کی تلاش میں ہیں؟

جو آدمی عمل صالح پر کار بند رہتا ہے وہ دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خدمت انجام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خادم بن جانا سب سے بڑی سعادت ہے۔ انبیائے کرام کا بھی یہی شیوہ تھا۔ زیر نظر کتاب کے واقعاتی پس منظر میں عمل صالح کی راہ دکھائی اور اس پر چلنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ ایمان افروز کتاب قاری کو عمل و کردار کے سنوارنے میں مدد دے گی۔

ISBN 969574215-7

ریاض ● جدہ ● شارجہ ● لاهور ● کراچی
اسلام آباد ● لندن ● هیوسٹن ● نیو یارک